Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
رسالہ مراق مرزا کا جواب	۴۴۱/۴۵۶	مولانا تاج الدین صاحب فاضل لائلپوری
کیا زانی کی سزا رجم ہے	۴۵۷/۴۶۳	مولانا عبید اللہ صاحب فاضل مالاباری
حدیث کسوف و خسوف	۴۶۳/۴۶۹	مولانا محمد صادق صاحب فاضل کنجاہی
انجیلی تعلیمات	۴۶۹/۴۷۶	مولانا محمد یعقوب صاحب فاضل
اسلام کی صداقت بمقابلہ غیر مذاہب	۴۷۷/۴۸۰	ماخوذ

مذہب اور سائنس

احباب کو مژدہ ہو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کا پُر از معارف لیکچر جو لاہور میں ہوا تھا۔ ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب کے قلم ندرت قلم سے لکھا ہوا جنوری کے رسالہ میں تمام و کمال شائع ہوگا۔ اور جلسہ سالانہ پر قیمتاً مل سکیگا +

اٹھائیسویں جلد کا اختتام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریویو آف ریلیجنز اُردو کی اٹھائیسویں جلد ختم ہوتی ہے۔ اس جلد میں جو بیش بہا اور مفید ملک و ملت مضامین چھپے ہیں۔ ان کی فہرست بھی اس رسالہ میں علیحدہ رکھدی گئی ہے۔ معزز ناظرین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے فرائض کیسے ادا کیئے۔ سنہ ۱۹۲۲ء سے رسالہ کا چارج میرے پاس ہے گذشتہ ۹ سال میں ایک بھی مہینہ ایسا نہیں آیا جو ٹھیک ۵ تاریخ کو رشائع نہ ہوگیا ہو۔ گو میں عموماً بیمار رہتا ہوں اور باوجود بہت سی ذمہ واریوں کے کئی بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ بستر سے اُٹھنا بھی دشوار تھا لیکن رسالہ کی وقت پر اشاعت میں فرق نہیں آنے دیا۔ مضامین کے بارے میں۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ زمانہ حال کے مذاق کے مطابق بہتر سے بہتر علمی مضامین اسلام اور احمدیت کی تائید میں چھپیں اور اسکے لئے جماعت کے فضلاء سے امداد لی گئی جن کا میں مشکور رہونگا۔ پھر کاغذ اور چھپائی کے لحاظ سے بھی اس سال کافی ترقی کی گئی ہے رسالہ کا ٹائیٹل آرٹ پیپر کا کردیا۔ یہ تو ہمارا کام تھا +

اب اپنے جو اسکی قدردانی کی وہ بھی سُن لیجئے کہ رسالہ اسوقت ۱۲۰۰ روپے کا مقروض ہے اسکی وجہ محض خریداروں کی کمی ہے اور کیا جماعت احمدیہ کے لئے یہ شرم کی بات نہیں کہ جس رسالہ کے خریدار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی دس ہزار ہوں اسکے خریدار ایک ہزار احمدی بھی نہ ہوں +

میں امید کرتا ہوں کہ جو احباب جماعت اس رسالہ کے خریدار نہیں۔ خریدار بن جائیں گے اور جو خریدار پہلے ہی سے ہیں وہ اپنی خریداری قائم رکھیں گے۔ اور اپنے اپنے ذمے کا بقایا جو ایک ہزار روپے تک ہے ادا فرما دینگے +

(مینجر)

تصحیح ۹-۱۰ تا ۱۶ کی بجائے ۱۷ تا ۲۴ کے ہندسے بنالیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو

نمبر ۱۲   ۵ - دسمبر ۱۹۲۹ء   ۳ - رجب المرجب ۱۳۴۸ھ   جلد ۲۸

ایڈیٹر: محمد ظہور الدین اکمل   قادیان

مقام اشاعت

قادیان دار الامان

پنجاب

چندہ سالانہ ہندوستان میں ۳ روپے اور ہندوستان سے باہر ۳؍۸   چندہ   مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ مراق مرزا کا جواب

خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندوں کی ایک یہ بھی علامت ہے۔ کہ ان پر وہی اعتراض کیے جاتے ہیں۔ جو اُن سے پہلے راستبازوں پر ان کے مخالفین کر چکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مایقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک۔ یعنی اے نبیؐ تجھ پر جو الزام لگائے جاتے ہیں یا جو باتیں تیرے خلاف کی جاتی ہیں، یہ الزام، اور یہ باتیں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ یہ وہی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کے خلاف بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے رسول ایک ہی منہاج اور ایک ہی طریق پر آتے ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک پر جو اعتراض کیا جائیگا وہ اعتراض دوسرے پر بھی جا پڑیگا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک رسول کے انکار کو جمیع رسل کے انکار کے مساوی ٹھیرایا گیا ہے جیسے فرمایا (۱) کذبت عاد ن المرسلین اذ قال لھم اخوھم ھود الا تتقون (شعراء ع ۷) (۲) کذبت ثمود المرسلین اذ قال لھم اخوھم صالح الا تتقون (شعراء ع ۸) حالانکہ عاد و ثمود نے انکار صرف ایک ہی رسول یعنی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام ہی کا کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سب رسولوں کے منکر ہیں، کیونکہ جن وجوہات کی بنا پر ایک رسول کی تکذیب کی جائیگی، انہی سے دوسرے رسولوں کی رسالت سے بھی انکار کرنا پڑیگا۔ اسی اصول کے مطابق ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے مخالف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کوئی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو اُن کے مسلمہ راستبازوں پر نہ پڑتا ہو، بلکہ جو اعتراض حضورؑ پر کیا جائیگا، ضرور وہی کسی نہ کسی راستباز پر کیا گیا ہوگا۔

اگر طرح طرح سے حضورؑ کے ساتھ استہزا اور ٹھٹھا کیا گیا، تو کون رسول ہے جو مخالفین کی نیش زنی سے بچ سکا کما قال اللہ تعالیٰ یاحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ اگر حضورؑ کو مفتری اور کاذب کہا گیا، تو وہ کونسا نبی ہے، جسے مفتری اور کاذب نہیں کہا گیا۔ اسی طرح اگر حضورؑ کو ساحر اور جادوگر کہا گیا تو کون رسول ہے جسے دشمنوں نے ساحر اور جادوگر نہیں کہا۔ پس حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے، وہ، وہی ہے جو آج سے قبل دشمنانِ حق و عدوانِ صداقت خدا کے بہت سے برگزیدوں کو کہہ چکے ہیں کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم۔ ایک اور اعتراض جو خدا کے برگزیدہ مسیحؑ پر کیا گیا وہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک حضور کو جنون لاحق تھا۔ لیکن مخلوقِ خدا کو راہِ حق سے برگشتہ کرنے اور ہدایت الٰہی سے محروم رکھنے کے لئے یہ بھی کوئی نیا حربہ نہیں جو صرف سیدنا حضرت اقدسؑ ہی کے خلاف چلایا گیا ہے بلکہ یہ حربہ اور مکر بھی کفارِ ناہنجار کی پرانی چالوں میں سے ایک چال اور قدیمی رسموں میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک رسم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماأتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحرٌ او مجنونٌ أتواصوا بہ بل ھم قوم طاغون (سورۂ ذاریٰت ع ۳) کہ کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسکو اسکے دشمنوں نے جادوگر یا مجنون نہ کہا ہو۔ کیا یہ عاقبت نا اندیش ایک دوسرے کو اس امر کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں کہ جو بھی رسول آئے اسکو ساحر یا مجنون ضرور کہنا۔ کہ اس طرح مختلف زمانوں میں آنیوالے تمام رسولوں کے دشمن انہیں یہی الزام دیتے رہے ہیں ÷

پس ضروری تھا کہ خدا کے راستباز مسیحؑ کے دشمن بھی پہلوں کی سُنّت اور ان کی وصیّت پر عمل کرتے ہوئے حضورؑ پر بھی جنون کا الزام لگاتے، تا آپؑ کی صداقت اور سچّائی کا یہ بھی ایک نشان ٹھیرتا ÷

سو ناظرین آگاہ رہیں، کہ حال ہی میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے، جس میں حضرت اقدسؑ کو مجنون اور مرض مالیخولیا میں مبتلا ثابت کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے۔ ان دشمنانِ حق کی اس سے غرض یہ ہے، کہ تا یہ ثابت کریں، کہ حضورؑ کی وحی اور حضور کے الہامات بیماری کا نتیجہ تھے نہ کہ خدا کی طرف سے القا کیئے گئے تھے مگر عجیب بات ہے کہ علاوہ دیگر انبیاء کے خود سرورِ کائنات سیّد الکونین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی بعینہٖ یہی بات کی گئی ہے فَتَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ چنانچہ مشہور پادری فنڈر آنحضرت صلعم پر نزول وحی کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اس سے پیشتر کہ آنحضرتؐ پر وحی کا نزول شروع ہوا، رشتہ دار خیال کرتے تھے، کہ آنحضرتؐ کو بدنظری کا آسیب ہے اور جب وحی کا نزول شروع ہوا تو اسی بیماری نے پھر عود کیا، شاید ہم محدّثین کے بیان سے دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ بیماری کیا تھی...... یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے کہا: "مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھ میں جنون نہ ہو" (میزان الحق مطبوعہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۴۶۳) پھر صفحہ ۴۶۶ پر لکھتا ہے "یقیناً ہمارے مسلمان ناظرین نے علم طب کو مطالعہ کیا ہے اور اسکی تحصیل سے سرفراز ہیں اور بعض کے دوست واحباب حاذق اطباء ہیں لہٰذا مناسب ہے کہ یہ دریافت کریں کہ آیا کوئی ایسی بیماری ہے یا نہیں کہ جس کی علامات بعض یا سب یہ ہیں (آگے مختلف حالات میں نزول وحی کے وقت جو جو کیفیت آنحضرتؐ کی ہوتی تھی اس کا ذکر کیا ہے مثلاً یہ) کہ بیمار عجیب بے ربط آوازوں سے چیختا ہے، اچانک زمین پر گر جاتا ہے، زرد ہو جاتا ہے اور کبھی ارغوانی ہو جاتا ہے، جسم شدّت سے کانپتا ہے، منہ میں کف بھر آتا ہے، آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور بیمار مشرف بموت معلوم ہوتا ہے، وہ اکثر تیز روشنی اور تیز و گہرے رنگ دیکھتا ہے، اسکے کان بجنے لگتے ہیں اور بعد میں اسکو عموماً سخت سر درد لاحق ہوتا ہے کبھی غش آنے سے پیشتر ہی اسکو صاف پتہ لگ جاتا ہے"

آخر پر لکھتا ہے:۔ "واضح ہو کہ آنحضرتؐ کے متعلق جس قدر بیانات ہم نے نقل کیئے ہیں وہ ان کے مخالفین کے نہیں بلکہ سب کے سب ہوا خواہوں اور تابعین کے اور رشتہ داروں اور ایسے لوگوں کے ہیں جو اُن کے رسول اللہ اور خاتم النبیینؐ ہونے پر نہایت پختہ ایمان رکھتے تھے" صفحہ ۴۶۷

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔ "قرآن مجید میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے کہ کافر لوگ آنحضرت صلعم کے حق میں مسحور و مجنون وغیرہ الفاظ بولتے تھے" (رسالہ مراق مرزا صفحہ ۱)

پس کس طرح ممکن تھا کہ آقا و سردار (حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو "کافر لوگ" مجنون کہیں، مگر غلام اور خادم (حضرت احمد قادیانی علیہ السلام) کو مجنون نہ کہا جائے ÷

کاش! مولوی ثناء اللہ صاحب یہ الفاظ لکھتے وقت اتنا تو سوچ لیتے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام لگا کر حضورؑ کو کس عظیم الشان اور بزرگ ہستی کا مثیل قرار دے رہے ہیں اور خود کو کن کا مثیل بنا رہے ہیں ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجنون، مُفتری نہیں ہو سکتا

پھر اس "مہلت یافتہ" مکذّب امرتسری کو اتنی سمجھ بھی نہ آئی کہ مجنون کی طرف کذب و افترا کا منسوب کرنا صریح جہالت ہے۔ مگر کیا کرتا، اس کے اسلاف بھی یہ دونو باتیں انبیاءؑ کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں یعنی مفتری و ساحر بھی کہتے ہیں اور مجنون و پاگل بھی ملاحظہ ہو ذیل کی آیت۔ چنانچہ ایک دشمن حق حکیم عبدالعزیز اپنی کتاب "دردِ دل" صہ پر اقرار کرتا ہے کہ:۔

جس شخص کے دماغ میں فتور ہو وہ مفتری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کذب و افترا کے لئے نہ صرف ہوش و حواس کے قیام بلکہ ان کے عمدہ ہونے کی بھی ضرورت ہے" صہ

پھر وہی دشمنِ عقل و حکمت لکھتا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب کے متعلق جس قدر کذب و افترا وغیرہ کے الزام لگائے جاتے ہیں درحقیقت صحیح نہیں ہیں مرزا صاحب تو شومئی قسمت سے ایک سخت ترین دماغی مرض مالیخولیا میں مبتلا تھے" صہ

علاوہ ازیں علم بلاغت کی مشہور کتاب مختصر المعانی کے صہ۴۳ پر لکھا ہے لان المجنون لا افتراء له لانه الکذب عن عمدٍ ولا عمد للمجنون۔ کہ مجنون کو مفتری نہیں کہا جا سکتا کیونکہ افترا عمداً جھوٹ بولنے کو کہتے ہیں مگر مجنون کے لئے کوئی ارادہ نہیں ہوتا ایسا ہی لغت میں کذب کے معنی لکھے ہیں اَخْبَرَ عَنِ الشَّیْءِ بِخِلَافِ مَا هُوَ مَعَ الْعِلْمِ بِهٖ کہ جان بوجھ کر کسی امر کے متعلق خلاف واقعہ بیان کرنا کذب ہے اور ظاہر ہے کہ مجنون کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جان بوجھ کر خلاف واقعہ بیان کر رہا ہے فتدبّر۔

لیکن یہی امرتسری مُلّاں اپنے اخبار، کتب اور رسائل میں جابجا حضرت اقدس علیہ السلام کو نقلِ کفر، کفر نباشد مفتری، کذاب، دجّال، مکار، دھوکے باز، دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے اور فریب دینے والا وغیرہ وغیرہ کہہ چکا ہے۔ پس حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک طرف مُفتری اور کذّاب و مکّار کہنا اور دوسری طرف مجنون و مرض مالیخولیا میں مبتلا کہنا۔ جاہل مرکب، مختل الحواس اور مالیخولیائی انسان کا کام نہیں تو اور کس کا ہے؟ کیونکہ یہ دو متضاد باتیں ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں کہ وہ دھوکے باز مکّار، اور مفتری بھی ہو اور پھر مجنون اور پاگل بھی ہو ع

بریں عقل و دانش بباید گریست۔ مگر ہاں، ان عقل کے اندھوں سے ایسا اسلئے کروایا گیا کہ تا وہ جو خدا کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہو، کہ اے مسیح موعودؑ! تیرے منکر تجھے جاہل اور مجنون کہینگے (دیکھو براہین احمدیہ صہ۲۳۹) پھر یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ تجھے جادوگر اور مفتری بھی کہینگے۔ پس خدا کی بات پوری ہوئی اور اِن دشمنانِ حق نے اپنے ہاتھوں خدا کے کلام پر جو حضرت اقدس پر نازل ہوا مُہرِ تصدیق ثبت کرکے اپنی جہالت اور بے ایمانی کا اقرار کیا فَاَیْنَ الْمَفَرّ

کیا مجنون ایسے ہوتے ہیں

اے عاقبت نااندیشو! اے نورِ ہدایت سے محرومو!! سوچو تو سہی! کیا تمھیں تاریخ دنیا میں کوئی ایسا مجنون بھی نظر آتا ہے، جس نے قبل از وقت گمنامی کی حالت میں خدا کا یہ کلام پیش کیا ہو۔ یاتون من کل فجٍ عمیق و یاتیك من کل فجٍ عمیق کہ دُور دراز سے لوگ تیرے پاس نہایت کثرت سے آئینگے اور پھر اسکے مطابق ایسا ظہور پذیر بھی ہو گیا ہو کیا کسی ایسے مجنون کا پتہ دے سکتے ہو، جس نے ایسے وقت میں جبکہ اسے کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ کلام الٰہی دنیا میں شائع کیا لا تصعّر لخلق الله ولا تسئم من الناس کہ خدا کی مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آنا اور انکی ملاقات سے رنجیدہ دل نہ ہونا۔ اور پھر وہ وقت آگیا کہ اگر خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور انعام اسپر نہ ہوتا تو شاید کثرت ہجوم کی وجہ سے وہ گھبرا جاتا۔ پھر کیا کوئی ایسا مجنون بھی ہوا ہے۔ جس نے بے بسی بیکسی اور تن تنہا ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا ہو۔ کہ ینصرك رجالٌ نوحی الیهم من السماء یاتیك یاعلینا، یرفع الله ذکرك۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایسے لوگ تیری نصرت میں کھڑے ہونگے جنکو ہم آسمان سے القا اور وحی کرینگے، تو ہماری نظر کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرا ذکر بلند کریگا۔ اور اس کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہو۔ کہ جوق در جوق لوگ اللہ تعالیٰ کے اشاروں، ملائکہ کی تحریک اور خوابوں کے ذریعے باوجود مخالفت کے اسکے قدموں میں آگرے اس کا ذکر اکناف عالم میں بلند کیا گیا۔ ہاں کسی ایسے مجنون کا نام لو، جس نے پُرزور مخالفت و دشمنی کے زمانے میں اپنے خون کے پیاسے حریف کے سامنے قبل از وقت خدا کی طرف سے یہ وحی شائع کی ہو، واللہ یعصمك من الناس کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھیگا اور اس نے کہا ہو اگر تم مجھ پر تلوار چلاؤ گے تو وہ مجھے کاٹ نہ سکیگی اگر مجھے آگ میں ڈال دو گے تو وہ مجھے جلا نہ سکیگی غرضیکہ میں تمھارے ہاتھ سے ہرگز ہرگز قتل نہ کیا جاؤنگا بلکہ ستر اور اسّی برس کے قریب اپنی طبعی عمر گذار کر اپنے مولا کو جا ملونگا۔ اور پھر مخالفین نے ہر طرح ممکن کوشش سے اسکو نیست و نابود کرنا چاہا ہو۔ مگر وہ خدائی وعدے کے مطابق انکے ہر شر سے محفوظ رہا ہو۔ لاہور میں تمام مذاہب کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے اور سب مشتہرہ سوالات کے جوابات سُناتے ہیں اس میں وہ "مجنون" بھی .... (فداہ ابی و امی) علیہ الف الف صلوٰۃ مقررہ سوالات کے جوابات لکھ کر بھیجتا ہے اور اپنے مضمون کے متعلق قبل از وقت خدا سے اطلاع پا کر یہ اعلان شائع کرتا ہے کہ "یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا" اور پھر دشمن گواہی دیتا ہے، کہ بے شک تمام مضامین سے وہی مضمون بالا و برتر رہا والفضل ما شهدت به الاعداء، پس اگر ایسا انسان بھی مجنون ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں راستباز ولی کا آنا محض افسانہ ہے۔ بھلا بتاؤ تو! کہ اگر خدا کا مسیح مجنون ہی تھا تو اس مجنون کا مقابلہ کرنے کے لئے ساری دنیا کے علماء ماننڈ اٹھانے والے کیوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور کیوں مخالفت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور کیوں دلوں سے اسکی قبولیت مٹانے کیلئے ناخنوں تک زور لگایا، اور پھر کیوں اکناف عالم میں فتووں کی بوچھاڑ کی تا لوگ اس طرف آنے سے باز رہیں؟ کیا ایسے ہی کسی اور مجنون کا نام بتا سکتے ہو، جسکی مخالفت اسی رنگ میں کی گئی ہو جس رنگ میں حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی گئی؟ نہیں اور ہرگز نہیں، پھر وہ مجنون بھی عجیب مجنون ہے کہ باوجود انتہائی مخالفت کے اپنے تمام مقاصد میں کامیاب و بامراد ہو جاتا ہے اور ایک منظم اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی جماعت تیار کرتا اور اس طرح اپنی بعثت کی اصل غرض کو پورا کرتا ہے اور یہ آئیں، بائیں، شائیں کرنے والے خائب و خاسر کھڑے مُنہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ آخر یہ کس کا ہاتھ تھا جو اسکی مدد میں اٹھ رہا تھا۔ اور کونسی طاقت تھی جو اسکی طرف سے مقابلہ کر رہی تھی۔ پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنیوالے غور کریں، کیا مجنون کا یہی انجام ہوا کرتا ہے؟ اور فتح و ظفر کا سہرا اُنہی کے سر پر بندھا کرتا ہے؟

آہ! وہ شخص جسکے قلم نے تمام دشمنان حق کا ناطقہ بند کیا، جس نے ہر میدان میں تائید و نصرت کا عَلَم بلند کیا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کی عزت کو دنیا کے مذاہب میں غیر متزلزل چٹان کی طرح قائم کیا، یہ ازلی بدبخت! قدر ناشناش اسے مجنون کہتے ہیں:

حضرت اقدس کے متعلق مخالفین کی آراء

مگر ہاں تمام دنیا اندھی اور بیوقوف نہیں، اس میں قدر شناش، صاحب عقل و خرد بھی ہیں، چنانچہ جب وہ خدا کا جری اپنے کام کو تمام کر چکنے کے بعد اپنے وقت پر اپنے مولا کے حضور واپس جاتا ہے تو سمجھدار طبقہ اقرار کرتا ہے کہ واقعی ہمارا ایک غمخوار ہمدرد اور اسلام کا فاتح پہلوان ہم سے جدا ہوتا ہے، چنانچہ اخبار وکیل امرتسر کی رائے ملاحظہ ہو:۔

وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص، جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا، جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا تھا..... مرزا صاحب کی اس رخصت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اسکے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا، جو اسکی ذات سے وابستہ تھی بھی خاتمہ ہو گیا" انکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے..... مرزا صاحبؑ کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلے پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں..... غرض مرزا صاحبؑ کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبار احسان رکھیگی، کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنیوالوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کیطرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت کے مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ، ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہیگا، اسکے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے"۔

(۲) اخبار پانیر الہ آباد کی رائے:۔ "ہم یہ قابلیت نہیں رکھتے کہ ان کی عالمانہ حیثیت پر کوئی رائے لگا سکیں..... مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے، کہ ان پر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ ان کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے...... اگر آرنسٹ مشہور فرانسیسی مؤرخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا، تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور ان کے حال کا مطالعہ کرتا اور جس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ انجیلی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی...... بہر حال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے ان کی روح کو سلامتی ہو"۔

(۳) سول اینڈ ملٹری گزٹ کی رائے:۔ "مرزا صاحب شکل و شباہت میں معزز ہیں، وجود میں تاثیر جاذبہ رکھتے ہیں اور خوب تیز ذہن والے ہیں" ۹ / جولائی ۱۹۰۸ء۔

(۴) صادق الاخبار ریواڑی:۔ "چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پُر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کیلئے ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق، حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ، ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اسلئے انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامیٔ اسلام اور معین المسلمین، فاضل اجل، عالم بے بدل کی ناگہانی اور بیوقت موت پر افسوس کیا جائے"۔

(۵) علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی رائے:۔ "بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا"۔

(۶) اخبار زمیندار کی رائے:۔ "ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے"۔

(۷) میونسپل گزٹ لاہور:۔ "مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے، تحریر میں بھی روانی تھی"۔

(۸) اخبار برہم پرچارک:۔ "ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ (حضرت مرزا صاحب) کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق اور شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان تھے"۔

(۹) رسالہ تہذیب النسوان کی رائے:۔ "مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح، اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود نہیں مانتے۔ لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی"۔

(۱۰) اڈیٹر صاحب البشیر اٹاوہ کی رائے:۔ "جو اثر، کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا، ہمیں کچھ کلام نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں، نہ یا تو کسی مولوی اور نہ عالم و فاضل کو اپنے مریدوں، مقتدیوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدوں پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے معتقدین پر، چونکہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کے پیشوا اور امام برحق تھے۔ لہٰذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کی عزت کریں اور ان کے انتقال پر افسوس ظاہر کریں" تلک عشرۃ کاملۃ

پس حضورؑ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ما انت بنعمت ربک بمجنون کی ببانگ دہل تصدیق کر رہا ہے اور مخالف سے مخالف اسکو تسلیم کر رہا ہے۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔ کسقدر تعجب کا مقام ہے کہ قابل ترین اطباء اور ڈاکٹروں کا ایک خاصہ گروہ حضورؑ کی بیعت میں شامل ہے، ان میں سے بعض رات، دن بلکہ صبح و شام حضورؑ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں جیسے کہ حضرت حکیم الامۃ علامہ نورالدین رضی اللہ عنہ وغیرہ مگر حضورؑ کا مرض جنون کچھ عجیب نرالے طریق کا تھا کہ انکی نظروں سے تو مخفی و مستور رہا اور انہیں اس مرض کا شبہ تک نہ ہوا جو ہر وقت صحبت میں رہنے والے، اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے غرضیکہ حضورؑ کی ہر حرکت و سکون کا جائزہ لے رہے تھے لیکن ان ملّانوں کو باوجود اتنے بعد زمانی و مکانی کے وہ جنون صاف طور پر نظر آنے لگ گیا۔ حتیٰ کہ مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے بعد از ارتداد از راہ مکر و فریب طرح طرح کے بہتان و افترا حضورؑ کی طرف منسوب کیئے اور انواع و اقسام کے اعتراضات حضورؑ کی ذات والا صفات پر کیئے، غرضیکہ ہر مکروہ سے مکروہ طریق سے عوام کالانعام کو حضورؑ سے بدظن و برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کی، مگر عجیب بات ہے کہ اس مرتد ڈاکٹر کو بھی اس بات کا وہم تک نہیں ہوا کہ حضرت اقدسؑ مجنون ہیں حالانکہ مخلوق خدا کو گمراہ کرنے اور ہدایت سے محروم رکھنے کیلئے (کہ جو اس کا اصل مقصد تھا) اور جسکے لئے اس نے کوئی دقیقہ باقی اٹھا نہ رکھا تھا یہ ایک کاری اور موثر حربہ تھا ؛

پس اے ارباب عقل و فہم! سوچو، کہ آخر اس نے ایسا کیوں نہ کیا۔ کیا اس نے عمداً اسکا اظہار نہ کیا، نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؑ کے اوراق زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے حضورؑ پر جنون کا شبہ کرنا ایسی حماقت تھی کہ جو چھپائے نہ چھپ سکتی تھی۔ اسلئے یہاں آکر شیطان بھی سرنگوں ہو گیا، مگر حیرت ہے، ان چودھویں صدی کے ملّانوں پر کہ شیطان کے بھی کان کتر ڈالے اور کمر ہمت کس کر کہا کہ ہم یہ الزام بھی آپؑ کی طرف منسوب کر کے چھوڑینگے تا اپنے ہاتھوں خدا کے انبیاءؑ کے ساتھ آپ کی ایک اور مشابہت و مماثلت پیدا کر دیں اور تا خدا کا وہ کلام پورا ہو جو بہت پہلے اس نے اپنے مسیحؑ پر نازل کیا تھا کہ لوگ تجھے مجنون کہینگے، پورا ہو ؛

پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وہ آثار جنون جو ان تیز بینائی والے ملّانوں کو اب نظر آنے لگے ہیں حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں موجود تھے یا نہیں اگر نہیں، تو اب کہاں سے آگئے؟ اور اگر موجود تھے تو پھر اس وقت کیوں قابل ڈاکٹروں اور اطباء کا ایک گروہ ساتھ لیکر قادیان میں نہ چلے گئے تا کہ حضرتؑ کا طبی معائنہ کر کے مرض جنون کو ثابت کر دیتے، کیا تمھیں شبہ تھا۔ کہ حضرتؑ اپنے جنون کو چھپا لینگے اور وقت معائنہ بری ثابت ہو جائینگے، آخر بات کیا تھی کہ تم حضورؑ کی زندگی میں کہ در اصل اس امر کے آسان ترین فیصلہ کرنیکا وہی وقت تھا، خاموش رہے؟ کیا اسوقت کی خاموشی اور اب ایک لمبے عرصہ کے بعد تمھارا واویلا کرنا خود تمھارے جنون کے ثابت کرنیکے لئے کافی ثبوت نہیں ہے؟ فتدبروا

لیکن ہاں ایک اور طریق سے بھی اس امر کا باآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ رسالہ مذکورہ میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی جنون ہے۔ پس فیصلہ آسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اسوقت موجود نہیں ہیں لیکن یہ وجود مسعود یعنی محمودؓ ایدہ اللہ الودود بفضل خدا بقید حیات ہمارے اندر موجود ہے اگر تم نے ڈاکٹری

منہ ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد جماعت کی جس قابل رشک اور منظم طریق سے حضرت امام جماعت احمدیہ قیادت فرما رہے ہیں اور سیاسی و مذہبی دنیا میں جس اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے حصہ لے رہے ہیں وہ دنیا کے عقلمندوں کو حیرت اور مسحور کیئے ہوئے ہے اور وہ بارہا تجربہ کر چکے ہیں کہ اہم ترین معاملات کے متعلق نازک ترین وقتوں میں جو رائے حضور نے ظاہر فرمائی آخر کار وہی صائب اور صحیح ثابت ہوئی۔ نیز حضور یورپ جیسے بیدار مغز ملک میں بھی تشریف لیگئے وہاں بھی کوئی معلوم نہ کر سکا کہ حضور مرض جنون میں (نعوذ باللہ) مبتلا ہیں۔ حالانکہ وہاں حضور نے ان عام صحبت [illegible]

متعلق طبی معائنہ بھی کروایا تھا بلکہ ہر رنگ میں حضور کی اور حضور کے لیکچروں کی تعریف کی گئی - منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور طبی معائنے سے ثابت کر دیا کہ انہیں جنون ہے تو تمہارے ایک دعوے کی صداقت دوسری بات کے ثبوت کیلئے ممد و معاون ٹھیریگی ورنہ اپنی حماقت اور اپنے جنون کا فکر کرو ✦

حضرت اقدس علیہ السلام اور لفظ مراق

نادان معترض کو ناز ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گویا خود اپنی نسبت لفظ مراق استعمال کیا ہے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور (نعوذ باللہ) مجنون تھے ✦

سنئے صاحب! محض الفاظ کو لے دوڑنا اور امر واقعہ و حقیقت الامر کو نظر انداز کر دینا شیوۂ عقلمندی نہیں ہے اور اگر اس طریق کو استعمال کیا جائے تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حدیث میں ثَلَاثُ کِذْبَاتٍ (کہ آپ نے تین جھوٹ بولے) کے الفاظ آئے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس "کذب" کے لفظ کو ذہن میں رکھ کر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھے لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو اس سے جو کچھ نتیجہ وہ نکالیگا۔ اسکے لکھنے سے میرا قلم عاجز اور اسکے بیان کرنے سے میری زبان قطعاً قاصر ہے۔ یا مثلاً قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کا یہ قول پڑھے انی کنت من الظالمین اور یہ آیات پڑھے ان اللہ لا یحب الظالمین۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ انہ لا یفلح الظالمون۔ لعنۃ اللہ علی الظالمین وغیرہ اور اس سے وہ کوئی ایسا نتیجہ نکالے جو باطل ہے تو کیا وہ دائرۂ ایمان میں رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یا مثلاً..... زمیندار طبقہ کے لئے قرآن مجید میں "کُفَّار" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ادھر قرآن ہی میں لکھا ہے جَاهِدِ الْكُفَّار کہ اے نبی "کفار" سے جہاد کر تو کیا زمینداروں سے جہاد کا حکم تھا۔ پس یاد رکھئے کہ اگر محض کسی لفظ کے استعمال سے کوئی ایسا نتیجہ نکالینگے جسکو واقعات بزور رد کر رہے ہوں تو یقیناً ایک فساد عظیم برپا ہو جائیگا۔ اور کئی مسلمہ راستبازوں کی راستبازی سے تمھیں انکار کرنا پڑیگا ونعوذ باللہ من ذالک۔ یہی وہ غلطی ہے جس سے دشمنان اسلام نے ٹھوکر کھائی اور کہدیا کہ مسلمانوں کا خدا نعوذ باللہ مکّار ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسکی نسبت "مکر" اور "کید" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ✦

نادان معترض اگر الفاظ ہی سے حضور کو مجنون ثابت کرنا چاہتا تھا تو نا معلوم اسکی نظر سے حضرت اقدس کا یہ شعر کیوں اوجھل ہو گیا۔ ع

اے جنوں کچھ کام کر اب ہیچ ہیں عقلوں کے دار

اصل حقیقت!

لیکن مزہ جب تھا کہ محقق ڈاکٹروں نے جنون اور مالیخولیا کی جو علامات اور اسکے اسباب دریافت کیے ہیں ان کو بیان کیا ہوتا اور پھر حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات سے دکھایا ہوتا کہ حضور میں وہ تمام علامات موجود و متحقق تھیں، ورنہ محض لفظ مراق اگر کسی ڈائری میں حضرت کی نسبت لکھدیا گیا ہے تو اس سے حضور کے خلاف کسی قسم کا استدلال کرنا یا حضور کو مجنون قرار دینا پرلے درجہ کی بیوقوفی ہے، خود "جہالت یافتہ" مکذّب امرتسری لکھتا ہے:۔ "اس آیت نے اور نبی میں فرق بتایا ہے۔ اور وہ یہ کہ مجنون کی حرکات منظم اور باقاعدہ نہیں ہوتیں ایک وقت اگر کسی پر خفا ہوتا ہے تو فوراً خوشی کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے ایک وقت گالیاں دیتا ہے تو معاً قرآن پڑھنے لگ جاتا ہے، اس لئے اسکی حرکات اور افعال کسی نتیجہ کا موجب نہیں ہوتے حضور علیہ السلام کے حق میں فرمایا تیرے لئے بہت بڑا اجر ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تیری حرکات و افعال منظم ہیں اسلئے تو بہت بڑے بدلے کا مستحق ہے" (مراق مرزا صٓ) پس کم از کم اس علامت کا ثبوت حضور کی تحریرات سے دیا ہوتا کہ آپکی حرکات و افعال منظّم نہ تھے، اور کہ وہ کسی نتیجہ کا موجب نہیں ہوئے۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتا ہے:۔ "مراق ابتدا میں معمول تغیر کا نام ہے لیکن ترقی کر کے اس کا نام مالیخولیا مراقی ہو جاتا ہے دیکھو رسالہ مراق مرزا صٓ"

اب دشمنان حق کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس کی تحریرات سے یہ ثابت کریں کہ حضرت کو مالیخولیا مراقی (جنون) تھا۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ صاحب محض لفظ مراق تو "ابتدا میں معمول تغیر" پر بھی اطلاق پاجاتا ہے جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ شاید ہی کوئی فرد بشر محفوظ ہو، پس ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ کوئی دشمن حق (جسے یہ دعویٰ ہو کہ وہ حضرت اقدسؑ کی تحریرات سے حضورؑ کا مجنون ہونا ثابت کر سکتا ہے.... اُٹھے اور حضرتؑ کی تحریرات سے یہ دکھائے کہ تمام وہ مخصوص علامات جو مالیخولیا یا جنون کے ساتھ مختص ہیں حضرت اقدسؑ میں پائی جاتی تھیں ودونہ خرط القتاد۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے حضورؑ کے لئے جنون کا ثبوت تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نصاریٰ اور اہل ہنود نے تثلیث، الوہیت مسیح اور تناسخ و قدامت روح و مادہ جیسے مشرکانہ اور باطل عقائد کو قرآن مجید میں سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تیرے منکر تجھے مجنون کہیں گے ما انت بنعمت ربک بمجنون۔ لیکن خدا کے تجھ پر اتنے انعامات ہیں کہ کسی مجنون کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہو سکتے، پس خدا کے فضل سے تو مجنون نہیں ہے اور خود حضورؑ نے فرمایا ہے کہ "چونکہ میں مامور تھا اسلئے کوئی مرض وغیرہ نہ ہوا" (چھ ماہ متواتر روزے رکھنے ناقل) ورنہ اگر کوئی اور ہوتا اور اسقدر شدت اٹھاتا تو ضرور مسلول، مدقوق یا مجنون ہو جاتا۔" (اخبار بدر جلد ۱ نمبر ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء)

اب میں ذیل میں حضورؑ کی بعض تحریریں پیش کرتا ہوں جس سے طالبان حق اندازہ لگا لینگے کہ اصل بات کیا ہے اور کہ یہ دشمنان حق کیا کہہ رہے ہیں۔ واضح رہے کہ حضورؑ نے متعدد مقامات پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کے لئے جو دو زرد چادروں کا ذکر فرمایا ہے تو یہ اسکی دو بیماریوں کی طرف اشارہ تھا، اور پھر اس پیشگوئی کے مطابق اپنے اندر ان دو بیماریوں کا ہونا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶ پر یہی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصے میں** دوران سر ہے اور نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب ہے"۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۳ پر انہی دو بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے (یعنی میری دعاؤں کی برکت سے یہ عارضہ بھی بہت کم رہ گیا ہے ناقل) تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آئے"۔ اور صفحہ ۳۰۷ پر یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔ "پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور علامت کے مسیح موعودؑ کے جسم کو ان کا روز ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا تا اسکی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو"۔

اب ناظرین با تمکین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ تو بمطابق پیشگوئی مخبر صادق صلعم اپنے اندر دو بیماریوں میں سے ایک بیماری "دوران سر" کا ذکر فرما رہے ہیں (اور وہ بھی کبھی کبھی) لیکن یہ عقل کے اندھے اسے جنون اور مالیخولیا اور کیا کیا قرار دے رہے ہیں! کیا طبی اصطلاح اور ڈاکٹری تحقیقات میں یہ امر پایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے کہ جسے کبھی کبھی "دوران سر" کا دورہ ہو جائے وہ یقیناً مجنون ہوتا ہے۔ پس اتنی سی بات کو لیکر رائی کا پہاڑ بنا دیا گیا ؎ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا کہ حضور کو "صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا" تھا اور اسپر بھی حضور یہاں تک فرماتے ہیں کہ باوجود ان بیماریوں کے لاحق ہونے کے مجھے خدا تعالیٰ نے "غیر معمولی صحت" بخشی ہے، تا یہ بھی میری صداقت کا ایک نشان ہو۔ یہ عجیب قسم کا جنون ہے کہ وہ موجود بھی ہے اور "غیر معمولی صحت" بھی ہے۔

دشمن حق معترض نے مکرمی جناب ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب ایم بی، بی ایس کے ایک مضمون سے اقتباس درج کرتے وقت صریحاً حق پوشی سے کام لیا ہے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے اور خلاف منشاء ان کے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ گویا وہ مراق کو جنون، ہسٹیریا اور مالیخولیا کا ہم معنی قرار دے رہے ہیں (دیکھو مراق مرزا صفحہ ۲، ۷، ۸) حالانکہ مکرمی ڈاکٹر صاحب موصوف پر یہ کھلا کھلا افترا ہے۔

اس لئے میں ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دو مضمون، جو آپ نے اسی موضوع پر مفصل لکھے ہیں رسالہ ریویو جلد ۲۵ نمبر ۸ و جلد ۲۶ نمبر ۵ میں ضرور پڑھیں تا اس افترا کا کھلا

** اور دوسری بدن کے نیچے کے حصے میں، اوپر کے حصے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھلا ثبوت آپ دیکھ سکیں مکرم ڈاکٹر صاحب نے عالمانہ اور محققانہ طریق پر بحث کر کے یونانی طب کا یہ ایک نقص ثابت کیا ہے کہ اس میں "بعض علامات کا بھی وہی نام رکھا گیا ہے، جو مستقل امراض کا ہے" (مثلاً احلیل سے پیپ آنے کا نام یونانی میں سوزاک ہے حالانکہ یہ ایک علامت ہے جو معمولی سوزش کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) چنانچہ مراق بھی ان میں سے ایک ہے، یہ درحقیقت ایک علامت ہے نہ کہ مستقل مرض"..... "پس یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ مراق کسی مرض کا نام نہیں بلکہ ایک علامت ہے جو کئی امراض میں پائی جاتی ہے" پھر صاف لفظوں میں فرماتے ہیں:۔ "مراق کا صحیح انگریزی نام کاٹالیپسی ہے نہ کہ ہسٹریا یا مالیخولیا وغیرہ اور عربی میں اس کا نام جمود ہے" (مفصل دیکھو مراق کی حقیقت ریویو اگست ۱۹۲۶ء) پس اگر کسی نے "مراق" سے وہ کچھ سمجھ لیا ہے جو مخالفین سمجھ رہے ہیں تو یہ طب کے اس نقص پر یا معمولی بول چال پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

"مراق" اور "مالیخولیا مراقی" میں فرق

یہ بھی یاد رہے کہ "مراق" اور "جنون" میں جس کو یونانی کتب میں مانیا اور ڈاکٹری میں مانو مینیا کہتے ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کے لئے کہیں "مراق" کا لفظ لکھا گیا ہے تو اس سے جنون مراد نہیں لیا جا سکتا، نادان معترض کو لفظ "مراق" سے "مالیخولیا مراقی" جس کو طب کریمی میں ہائپوکونڈر ایسس لکھا ہے کا وہم ہوا، حالانکہ ان میں بھی بعد المشرقین ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے لکھا ہے کہ مراق کی بیماری وہ ہے جسے ڈاکٹری میں کاٹالیپسی کہتے ہیں اور اسکو یونانی میں جمود وغیرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں معین الحکیم جلد سوم صفحہ ۹۳ مگر ہائپوکانڈر ایسس (مالیخولیا مراقی) کا ذکر صفحہ ۲۲ جلد سوم میں کیا گیا ہے۔ اور یونانی کتب سے بھی ثبوت سن لیجئے کہ "پیٹ کے چمڑے کو جو سب پر حاوی ہے مراق کہا جاتا ہے صاحب ذخیرہ نے ایسا ہی کہا ہے اور شیخ نے کہا ہے کہ پیٹ کا چمڑہ مع غشاء اور عضلات کے مراق کہلاتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراق پردہ صفاق کا نام ہے اور صحیح تر قول صاحب نفیسی کا ہے کہ مراق اس پردے کا نام ہے کہ جو ترتیب صفاق کے بعد تیسرے نمبر پر واقع ہے اور بعض نے کہا کہ پیٹ کا چمڑہ جہاں رقیق ہو اسکو مراق کہتے ہیں" (حدود الامراض) اس سے صاف ظاہر ہے کہ شکم کے اکثر مواضع کا نام مراق ہے۔ اب ان مواضع کی بیماریاں تو بیسیوں ہیں یہی وجہ ہے کہ مراق کا عارضہ کم و بیش ہر شخص کو ہوتا ہے۔ پس کسی خاص بیماری پر کس طرح محمول کیا جا سکتا ہے؟

باقی رہا زید و بکر کا اپنی گفتگو میں کسی کو "مراقی" کہہ دینا یا اپنی بول چال میں لفظ "مراق" کا استعمال کر دینا، تو یہ امر دیگر ہے کیونکہ عام بول چال میں ایسا ہو جاتا ہے لیکن اس سے کسی امر کی اصل حقیقت اور واقعیت پر کوئی روشنی نہیں پڑ سکتی اور نہ ایسی باتیں قابل سند ہوا کرتی ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی تحریرات میں کوئی تناقض نہیں

نادان معترض نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت اقدسؑ کو جنون تھا زیر عنوان "مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا" چار مثالیں پیش کر کے اپنی جہالت و نادانی پر چار شہادتیں قائم کر دی ہیں۔ کیونکہ اس سے یہ امر قرار پایا کہ اگر بزعم دشمن کسی کے کلام میں چار اختلاف پائے جائیں تو اس کے مجنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ چنانچہ اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں "ہم نے شرعی نصاب کی اعلیٰ حد اختیار کر کے مرزا صاحب کی مراقیت (جنون) پر چار گواہ پیش کیئے ہیں لہٰذا ہمارا دعویٰ ثابت ہونے میں کسی نقل مطابق اصل وہ نہ صحیح "کسی" "ہے" کو مجال سخن نہیں" (مراق مرزا صفحہ ۱۱)

میرا خیال ہے کہ یہ نادان در پردہ آنحضرت صلعم کو بھی مجنون سمجھتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک کیونکہ اگر احادیث کے اختلاف کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو خود قرآن مجید ہی میں ان احول آنکھ والوں کو ان کے "شرعی نصاب" سے لیکن کہیں زیادہ اختلاف نظر آ رہے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات:۔

(۱) فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسآءلون کہ کفار، قیامت کے روز ایک دوسرے سے سوال نہ کرینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن دوسری جگہ فرمایا اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَتَسَاءَلُوْنَ کہ وہ آپس میں سوال کرینگے +

(۲) اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ سورۃ صافات ع ۲ کہ ان سے قیامت کو پوچھا جائیگا (ان کے گناہ وغیرہ کے متعلق) مگر دوسری جگہ فرمایا فَیَوْمَئِذٍ لَا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ (سورۃ رحمان ع ۲) کہ اس دن کسی سے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا نہ جائیگا +

(۳) فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (سورۃ نساء ع ۱) کہ اگر تم عورتوں میں انصاف نہ کر سکو تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو ورنہ چار تک کر سکتے ہو، اس سے صاف طور پر عدل کا امکان مفہوم ہو رہا ہے لیکن اس سورۃ کے ع ۱۹ میں عدل کی قطعی نفی کا ذکر ہے وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ کہ تم عورتوں میں عدل کر ہی نہیں سکتے، اگرچہ خواہش بھی ہو +

(۴) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا کہ جو اللہ پر افترا کرے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں مگر دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَعْرَضَ عَنْهَا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے، اس سے بڑا ظالم اور کوئی نہیں۔ پھر فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ، کہ جو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے لوگوں کو روکے، اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں، ایک اور جگہ فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَۃً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ کہ جو خدائی شہادت چھپائے۔ اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں وغیرہ۔ اب ظاہر ہے کہ ان تمام میں سے ایک ہی سب سے بڑا ظالم ہو سکتا ہے، نہ کہ ہر ایک، فتدبّر +

(۵) مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی کہ کافر لوگ قیامت کو اندھے ہونگے، مگر دوسری جگہ فرمایا فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ سورۃ ق ع ۲ کہ ان کی نظر اس دن خوب تیز ہوگی +

(۶) اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اللَّآئِیْ وَلَدْنَهُمْ کہ لوگوں کی صرف وہی مائیں ہیں جو انہیں جنتی ہیں مگر دوسری جگہ نبی صلعم کی ازواج کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے، حالانکہ مومنوں کو انہوں نے جنا نہیں ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ +

(۷) وَوَجَدَكَ ضَآلًّا کہ اے نبی تجھے خدا نے گم راہ پایا۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ کہ آپ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوئے +

(۸) لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (انعام ع ۱۳) کہ معبودان باطلہ کو بھی گالی مت دو مگر دوسری جگہ خود ہی فرمایا حَصَبُ جَهَنَّمَ کہ وہ جہنم کا ایندھن ہیں، بلکہ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ، خنزیر، بندر، گدھے وغیرہ کے الفاظ سے بعض کو یاد کیا ہے، اور بعض کو ذلیل، چغلخور اور زنیم تک فرمایا، دیکھو سورۃ قلم ع ۱ +

(۹) اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ کہ میں اپنے معتقدات کو علی وجہ البصیرت صحیح مانتا بلکہ ان کی طرف لوگوں کو بھی بلاتا ہوں، مگر دوسری جگہ فرمایا اِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ کہ جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے اگر اس میں تجھے شک ہو تو اہل کتاب سے دریافت کر، جس میں بظاہر شک کا امکان نکلتا ہے +

(۱۰) لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا کہ قیامت کے دن کفار کہینگے کہ دنیا میں تو ہم دیکھنے والے تھے آج اندھے کیوں ہیں، حالانکہ دوسری جگہ خود ہی فرمایا ہے کہ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ کہ وہ اس دن خوب دیکھنے والے ہونگے۔ (تِلْكَ عَشَرَۃٌ كَامِلَۃٌ)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں اور بھی بہت سے اختلافات دکھائے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو میزان الحق صفحہ ۳۲۸ تا ۲۹۰ وغیرہ تصنیفات دشمنان اسلام +

ان دشمنان حق کو تو ابھی تک یہ جرأت نہیں ہو سکی، کہ حضرت اقدس ؑ کے الہامات اور حضور کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وحی (کلام ربّانی) میں اختلاف ثابت کر سکیں، صرف اِدھر اُدھر سے حضورؑ کی تحریروں کے چند اقتباس نقل کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے مگر ان سے پہلے دشمنانِ حق نے خود قرآن مجید میں اختلاف ثابت کر دیا ہے، کیا ہم اُمید رکھیں کہ ان سے پوری مشابہت قائم کرنے کے لئے ایک قدم اور آگے بڑھانے کی ہمت کرینگے؟

قبل اس کے کہ ناظرین نادان معترض کی جہالت کا ملاحظہ کریں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ کوئی سی دو باتوں میں اختلاف اور تناقض کے تحقق کے لئے ضروری ہے کہ ان کا موضوع و محمول وغیرہ میں اتحاد ہو، یعنی جس چیز کے لئے، جس بات کا اثبات، جس مکان، زمان اور شرط وغیرہ کے ساتھ کیا گیا ہے، اسی چیز سے اس بات کی، اسی مکان، زمان اور شرط وغیرہ کے ساتھ نفی کی گئی ہو ورنہ بدوں اس کے تناقض کا دعویٰ غیر مسموع اور فضول ہے، پس حضرت اقدسؑ کے کلام میں تناقض ثابت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے، کہ وہ اس بات کو مدِّ نظر رکھ کر قلم اُٹھایا کریں ؛

حضرت اقدس علیہ السّلام کا استقلال

نادان دشمن کہتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو نعوذ باللہ "اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا" حالانکہ جس بے نظیر عزم اور غیر معمولی استقلال کا نمونہ حضرت اقدسؑ علیہ السلام کی ذات والاصفات نے پیش کیا ہے، اس کی مثال سوائے گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بھی "اولوالعزم" انبیاء کے اور کہیں نہیں ملتی۔ جس مقصد کو لیکر اُٹھے باوجود سیلاب مخالفت کے، باوجود پہاڑ کی مانند مصائب و مشکلات کے، اسپر آخر دم تک قائم رہے تا آنکہ "فتح مبین" حاصل کی۔ جو دعویٰ کیا مدلّل کیا، جو بات کہی، وزنی کہی، یہاں تک کہ آج، ایک دنیا آپ کا لوہا مان رہی ہے آپؑ نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح ناصری زندہ نہیں ہیں، اور اس اعلان پر تا دمِ اخیر قائم رہے، آپؑ نے دعویٰ کیا کہ آنیوالا مسیح میں ہوں، آپؑ اس دعوے پر قائم رہے۔ آپؑ نے کہا، اس زمانے کا مصلح میں ہوں آپؑ اس پر قائم رہے اور نہ صرف خود ان باتوں پر اعلیٰ وجہ البصیرت اپنے تمام لمحاتِ زندگی میں قائم رہے، بلکہ ایک کثیر التعداد سعید الفطرت مخلوق کو ان کا قائل کر کے چھوڑا اور آج ان میں سے بعض باتوں کو تو دنیا کا ہر ذی عقل انسان قبولیت کی نظر سے دیکھ رہا ہے وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؛

حضرت اقدسؑ کے کلام میں اختلاف کی جو چار مثالیں لکھی ہیں، اب ان کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں :۔

مثال نمبر ۱:۔ حضورؑ کے الہام میں سے دو فقرے عبرانی زبان کے لکھے ہیں اور اسکے متضاد حضورؑ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ "یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے، کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو، اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو" چشمۂ معرفت صفحہ ۲۰۹

جواب:۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ اسی کا نام ہے۔ اگر صرف اتنا ظاہر کر دیتے، کہ محولہ بالا کتاب کس موضوع پر لکھی گئی اور کن عقائد کا اس میں ردّ۔۔۔ کیا گیا ہے، تو فی الفور اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ؛ سو ناظرین کو معلوم رہے کہ "چشمۂ معرفت" جو ایک ضخیم کتاب ہے آریہ عقاید کی تردید میں لکھی گئی ہے اور حوالہ مذکورہ کے صفحات میں ان کے اس دعوے کی تردید کی گئی ہے کہ ہمیشہ سے ہدایت نامہ (شریعت، دستور العمل) سنسکرت زبان ہی میں نازل ہوتا رہا ہے چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:۔ "مضمون پڑھنے والے نے ایک الہامی کتاب کی یہ نشانی پیش کی کہ وہ خاص ایشور ہی کی زبان میں ہو۔۔۔۔۔۔۔ اور وید کی سنسکرت میں کونسی خاص علامت ہے، جس سے وہ ایشور کی زبان سمجھی جائے" صفحہ ۲۰۸ نیز فرمایا "پس یاد رکھنا چاہئیے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اسی زبان میں ہدایت کرتا ہے" صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرمایا:- "پس جبکہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اسکے بولنے اور سمجھنے پر قادر رکھتے تو پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں ان کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ ان کو اپنی تعلیم سے محروم رکھتا تھا۔" صفحہ ۲۰۹ نیز فرمایا:- "تو پھر ہماری زبان ہی میں ہمیں کوئی راہِ راست سمجھانے سے کیوں اسکی شان میں فرق آئیگا۔" صفحہ ۲۰۹

اب صاف ظاہر ہے کہ یہاں اس وحی کی بحث ہے جس میں شریعت نازل ہو اور اس میں بیان کردہ احکام الٰہی بصورت اوامر و نواہی لوگوں تک پہنچانے مقصود ہوں پس ایسی وحی اور ایسے الہام کے لئے بے شک ضروری ہے کہ وہ غیر زبان میں نہ ہو تا کہ اسکے سمجھنے میں دقت واقع نہ ہو۔ کیونکہ سمجھے بغیر اس پر عمل ناممکن ہے، لیکن اول تو حضرت اقدسؑ صاحبِ شریعت نبی نہیں اور نہ کوئی نئی تعلیم یا نئی ہدایت دینا آپؑ کا مقصد ہے بلکہ آپ قرآن ہی کے متبع ہیں جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ پر فرماتے ہیں:- "ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے" اور اگر کسی امر و نہی کی تجدید منظور تھی تو وہ اسی زبان میں نازل ہوا جسے حضورؑ جانتے تھے۔ نیز جس غیر زبان میں الہام کا تذکرہ حضور فرما رہے ہیں وہ ایسی اجنبی زبان ہے کہ نہ صرف ملہم اسکو سمجھ نہیں سکتا بلکہ اسوقت دنیا بھر میں کوئی فرد بشر بھی اس کا جاننے والا نہیں گویا وہ خالص خدائی زبان ہے جیسا کہ فرمایا:- "اگر کہو کہ خدا انکو (رشیوں کو) انکی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عہد بحال نہیں رہیگا کہ انسانی زبان میں اسکو بولنا حرام ہے۔" صفحہ ۲۰۹ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے، اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔ پس ایسی زبان میں الہام کا نازل ہونا جسے صرف خدا ہی جانتا ہے یقیناً غیر معقول اور بیہودہ امر ہے۔ لیکن آج اگر حضرتؑ کو انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ میں کوئی الہام ہو تو "انسانی سمجھ سے بالاتر" اور "تکلیف مالایطاق" نہیں ہے، کیونکہ ان زبانوں کے جاننے والے اور ان کے لئے کتب لغات بے شمار موجود ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام ایسے مجموعہ الہام کے متعلق بحث فرما رہے ہیں کہ جو من اوّلہ الیٰ اٰخرہ۔ سارے کا سارا اجنبی اور غیر زبان میں نازل شدہ ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اگر ہزاروں الہامات میں سے چند ایک الہام غیر زبان میں بھی ہو جائیں تو بحکم النّادر کالمعدوم وہ تحریر مذکور کے ماتحت متصوّر نہ ہونگے۔ لان الحکم للاکثر جیسا کہ کسی عربی زبان میں لکھی ہوئی کتاب میں چند ایک الفاظ یا فقرے کسی غیر زبان کے درج ہو جائیں تو اس سے وہ کتاب عربی زبان میں ہونے سے خارج نہیں ہو جائیگی چنانچہ بعض محققین نے یہ تصریح کی ہے، کہ خود قرآن مجید میں بھی (جسکا دعویٰ "عربی مبین" میں نازل ہونیکا ہے) کئی الفاظ غیر زبانوں کے موجود ہیں۔ لیکن باوجود اسکے انا انزلناہ قرآناً عربیاً کا دعویٰ باطل نہیں سمجھا جائیگا۔

پس ٹھیک اس طرح اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو چند ایک الہام غیر زبان میں ہوئے ہیں تو یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے۔

مثال نمبر ۲:- مرزا صاحب نے ازالہ اوہام حصہ دوم میں (اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ءانت قلت للناس .... الخ) یعنی سوال و جواب مابین خدا تعالیٰ و حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ واقعہ زمانہ ماضی کا ایک قصہ ہے، لیکن نصرۃ الحق میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ مستقبل کا ہے۔

جواب:- یہ بھی معترض کی کج فہمی پر دال ہے کیونکہ حضرتؑ کا اصل مدعا آیت مندرجہ سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئینگے۔ اور یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر بات ہے کہ خواہ اسے قصۂ ماضی تصور کیا جائے خواہ واقعہ مستقبل، یہ دعویٰ آیت ہٰذا سے بہر صورت ثابت ہے اور اس میں کسی اہل علم محقق کو اختلاف نہیں کہ کسی آیت یا حدیث سے ایک بات پر کئی وجوہ سے استدلال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ہر ایک وجہ معقول اور مدلل ہو، سو حضرت اقدسؑ نے اسے زمانہ ماضی کا واقعہ قرار دیکر اور مستقبل کا واقعہ تسلیم کر کے ہر دو صورتوں میں وفات مسیح پر استدلال کیا ہے ✤

اب ناظرین صرف یہ دیکھ سکتے ہیں کہ الفاظ قرآنی ان دو توباتوں کے متحمل ہیں یا نہیں، سو کون نہیں جانتا کہ آیت مذکورہ میں قَالَ ماضی کا صیغہ ہے اور اس سے پہلے إِذْ موجود ہے۔ اور یہ کسے خبر نہیں کہ اگر إِذْ مضارع سے پہلے آجائے تو بالعموم اسے بھی ماضی کے معنوں میں کر دیتا ہے، چہ جائیکہ خود ماضی ہی کے اوّل میں آیا ہوا ہو چنانچہ حضور علیہ السّلام نے اذ قال ربّك للملائکۃ ..... الخ مثال بھی پیش کی ہے، پس اگر حضورؑ نے اسے ماضی کا قصّہ قرار دیکر اپنے اصل مدعا (وفات مسیحؑ) کو ثابت کیا ہے تو قواعد اور زبان کے استعمال کے مطابق کیا ہے، چنانچہ بعض متقدمین نے بھی اسے ماضی کا قصّہ قرار دیا ہے (دیکھو تفسیر ترجمان القرآن وغیرہ)

اور اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ بعض دفعہ یقینی الوقوع آنے والے واقعہ کو بلفظ ماضی بھی ذکر کر دیتے ہیں پس اس احتمال کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اگر حضورؑ نے یہ فرمایا، کہ بروز قیامت یہ سوال و جواب ہوگا تو بھی قوانین زبان کے مطابق فرمایا ✤

نیز یاد رہے کہ چونکہ قائلین حیات مسیح (عموماً) اس کو ایک مستقبل کا واقعہ مانتے ہیں، اس لئے غیر ضروری بحث سے بچنے کے لئے اسے قیامت ہی کا واقعہ تسلیم کر لیا، درانحالیکہ اصل مدعا (وفات مسیح و عدم رجوعہ الی الدنیا)

اس صورت میں بھی بالتصریح ثابت ہو جاتا ہے، تو اس سے حضرتؑ کے بیان میں تناقض کیسے لازم آگیا۔ کیونکہ یہ تسلیم بطور تنزل اور مبنی بر مسلّمات خصم ہے۔ فافہم

پس اس سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت "مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا"، کمال غباوت ہے ✤

مثال نمبر ۳:۔ مرزا صاحب تذکرۃ الشہادتین میں لکھتے ہیں، کہ حضرت مسیح کی دعا (متعلق نجات از صلیب) سُنی گئی اور وہ صلیبی موت سے بچ گئے مگر اس کے خلاف تبلیغ رسالت جلد اوّل ص۱۳۲ پر لکھا ہے کہ ان کی دعا ردّ کر دی گئی،

جواب:۔ اصحاب فہم و عقل پر مخفی نہیں کہ اوّل الذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا عقیدہ ہے۔ جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی متعدد تصانیف میں وضاحۃً کیا ہے اور بدلائل ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی دعا سُنی گئی اور خدا تعالیٰ نے انہیں صلیبی (لعنتی) موت سے بچا لیا ✤ لیکن دوسرے حوالے میں عیسائیوں کے مسلّمہ عقیدہ کا اظہار ہے، جس سے ان کو ملزم اور نادم کرنا مقصود ہے جیسا کہ محققین کا طرز بیان ہے۔ پس اس سے حضرتؑ کے جنون پر استدلال کرنا کسی غبی الذہن اور احمق ہی کا کام ہو سکتا ہے ✤

مثال نمبر ۴:۔ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص۹۶ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ "بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت، موسیٰؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں" اور الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء ص۶ پر ہے کہ "حضرت موسیٰؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتباع سے ان کی اُمت میں ہزاروں نبی ہوئے"

جواب: حضرت اقدسؑ کی کتب اور تصانیف سے واقف کار جانتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی متعدد تصانیف میں اپنا یہ عقیدہ رقم فرمایا ہے کہ اسرائیلی نبی براہِ راست خدا تعالیٰ سے منصب نبوت حاصل کرتے تھے، ان کی نبوتیں کسی نبی کی اتباع کا نتیجہ نہ تھیں وغیرہ، لیکن دوسرا فقرہ حضرت اقدسؑ کے قلم سے نکلا ہوا نہیں ہے، بلکہ ایک ڈائری میں درج ہے، جو کسی غیر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ ڈائریوں میں متکلم کے مفہوم کے خلاف کچھ لکھا جانا بعید از قیاس نہیں ہے، کیونکہ ڈائری لکھنے والا متکلم کے کلام کا جو مفہوم وہ خود سمجھتا ہے، اسے لکھتا ہے، تو کیا یہ ممکن نہیں، کہ وہ اپنے دماغ میں ایک غلط مفہوم بٹھالے اور پھر اسکو قلم بند کرلے ؛

پس اس فقرے کو حضرت اقدسؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یقین نہیں کیا جا سکتا، جبکہ حضورؑ کی صریح تحریرات اس کی تکذیب اور تردید کر رہی ہیں ؛

پس حضرتؑ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے عقیدے کے خلاف اسے پیش کرکے یہ استدلال کرنا، کہ حضرتؑ کے کلام میں تناقض ہے، صریح کج فہمی کا نتیجہ ہے۔

ثانیاً جملہ "موسیٰ کی اتباع سے" کی بجائے "موسیٰ کے اتباع سے" سمجھا جائے، جو ایک معمولی فرق ہے یا سہوِ کاتب یا رسم الخط کے اختلاف پر محمول کیا جائے (کیونکہ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف کو استعمال کر لیا جاتا ہے) تو پھر معنی صاف ہو جاتے ہیں اور کوئی تناقض و اختلاف نہیں رہتا۔ کیونکہ گو مقامِ نبوت تو انہیں براہِ راست ہی ملتا تھا یعنی حضرت موسیٰ کی اتباع اور پیروی کے نتیجے میں انہیں یہ منصب نہ ملتا تھا، بلکہ حضرت موسیٰ کی پیروی ان کو ایک مقام تک پہنچا کر بس ہو جاتی تھی۔ آگے خدا تعالیٰ یہ مرتبہ انہیں بطور موہبت، براہِ راست عطا فرما دیتا تھا۔ لیکن آخر وہ کہلاتے تو حضرت موسیٰ ہی کی اُمت تھے اور مقام ولایت تک تو انہی کی اتباع سے پہنچتے تھے۔ پس اس لحاظ سے انہیں حضرت موسیٰ کے اتباع بھی کہا جا سکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ انہیں منصب نبوت کا ملنا، حضرت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا، کیونکہ یہ صرف حضرت خاتم النبیین صلعم ہی کی شان ہے کہ آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیّین والصّدیقین والشّھداء والصّالحین، یعنی صرف "الرسول" (الرسول آنحضرتؐ ہی کا نام ہے یاایّھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک) ہی کی اطاعت سے منصب نبوت مل سکتا ہے ؛

کیا حضرت اقدسؑ کی وحی پر جنون کا اثر تھا؟

آخر پر حضرت اقدس علیہ السلام کے چند الہام لکھے ہیں، کہ جن پر بقول معترض جنون کا اثر تھا، لیکن کیا عجیب بات ہے کہ ان سینکڑوں الہامات کے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ ان پر کس چیز کا اثر تھا، جن کی صداقت پر زمین و آسمان گواہ ہیں اور مجنون تو کجا، سوائے خدا تعالیٰ کے خاص انبیاءؑ کے، کسی سائنس دان فلسفی اور علم نجوم و رمل کے ماہرین کو بھی مجال نہیں کہ ان کی نظیر پیش کر سکیں ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیرًا مگر سچ ہے فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہُ ابتغاءَ الفتنۃِ اور جو الہام ذکر کیئے ہیں ان کی حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ حضورؑ کو ان میں سے کوئی لفظ بھول گیا یا اصل الہامی الفاظ محفوظ نہ رہے، صرف مفہوم یاد رہ گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن میں نہیں سمجھتا، کہ کوئی ہوش وحواس قائم رکھنے والا انسان، اس سے یہ نتیجہ نکالے، کہ حضرتؑ کو جنون تھا، کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان نسیان تو انسان کا خاصہ ہے، فَنَسِيَ اٰدم اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے، ایسا ہی حضرت موسیٰؑ اور ان کے ایک ساتھی کی نسبت بھی لکھا ہے نَسِيَا کہ ان دونو کو نسیان ہو گیا اور خود سرور کائنات صلعم بھی نسیان سے محفوظ نہ تھے، جیسا کہ احادیث پر عبور رکھنے والوں پر ظاہر ہے بلکہ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ جسکے صاف یہ معنی ہیں، کہ ہم تجھ پر اپنا کلام نازل کرینگے، جسے تو نہیں بھولیگا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مصلحت اور مخفی حکمت کی وجہ سے آپ بھول جائیں۔ کیا اس میں امکان نسیان کو صریح طور پر تسلیم نہیں کیا گیا اور وہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کے لئے، پھر کلام الٰہی میں فقد بروا ایسا ہی ما ننسخ من اٰیۃٍ او ننسھا پر بھی غور فرمائیں۔ افسوس، کہ وہ بات، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بیّن دلیل ہے، ان مخالفین کی نظر میں وہی قابل اعتراض ٹھیری۔ کیونکہ ایک جعلی ملہم اور جھوٹا مدعی الہام، ایسا کیوں کرنے لگا کہ وہ اپنا کوئی ایسا الہام سنائے جس کا بعض حصّہ اسے یاد نہیں، اگر اسے من گھڑت الہام پیش ہی کرنا ہے تو وہ سارا الہام بنا کر پیش کریگا، نہ کہ کسی حصّے کے متعلق کہیگا، کہ وہ مجھے یاد نہیں رہا۔ کیا وہ جعل سے وہ لفظ خود نہ بنا سکتا تھا یا کم از کم یہ کہ اسے بھولا ہوا ہی کیوں قرار دیگا۔ غرضکہ حضرتؑ کی راست گوئی پر یہ ایک صاف شہادت ہے کہ جہاں حضورؑ کو الہام کا کوئی لفظ یاد نہیں رہتا، آپؑ برملا فرما دیتے ہیں ولا یخاف لومۃ لائم۔

اور بعض الہام ایسے ہیں کہ جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں، سو اگر حضورؑ ان کے متعلق یہ فرمائیں کہ مجھے ان کی اصلیت و حقیقت پر اطلاع نہیں ہوئی تو اس سے نعوذ باللہ حضورؑ کا جنون کیسے ثابت ہو گیا؟

پیشگوئی پر مشتمل وحی کے معنی سمجھنے میں تو بہت سے انبیاءؑ سے اجتہادی غلطی سرزد ہوئی ہے جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اور خود آنحضرت صلعم کے واقعات مشہور ہیں چنانچہ مخالف سلسلہ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے "ایسی غلطی فہم یا تفسیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام میں فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات نہیں اور نہ محل تعجب و انکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہمین، مسلم الالہام سے بھی ہو چکی ہیں اور یہ ان کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجھی گئیں"۔ (دیکھو براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ریویو صفحہ ۸۹ اور آگے چند مثالیں بھی دی ہیں) اصل بات یہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں جب پوری ہوتی ہیں تو اسوقت ان کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ فتدبّر۔ نیز بتائیں کہ حروف مقطعات کے معنی آنحضرت صلعم پر کیا کھلے تھے؟ کیا بعض محققین کا یہ عقیدہ نہیں کہ ان کے معانی پر آپؐ کو اطلاع نہ تھی، بلکہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی ان کے معنی معلوم نہیں؟ تو پھر کیا وہ آنحضرت صلعم کو مجنون مانتے تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ یقیناً ہمارے مخالفین غور سے کام لیں تو اس قسم کے الہامات بھی، کہ جن کے متعلق حضورؑ یہ فرما دیں کہ مجھے ان کی حقیقت پر اطلاع نہیں، آپؑ کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہیں، کیونکہ جھوٹا مدعی ایسے الہام کیوں بنائیگا۔ جن کے متعلق اسے یہ کہنا پڑے، کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں، کیا وہ ایسے ہی فقرے نہ بنائیگا، جن کے معنی اسے آتے ہوں، جبکہ وہ عربی قابلیت میں بھی یکتا ہے فافہم۔

اور اس قسم کے الہام، کہ انی انا الصاعقہ۔ انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا قادیان میں نازل ہوگا ۔ آریوں کا بادشاہ آیا ۔ شخصے پائے من بوسیدہ من گفتم کہ سنگ اسود منم ۔ اصلی واصوم ، اسہر وانام ۔ بلغتُ قدم الرسول ، بھلا ان میں کیا جنون کا اثر نظر آیا ۔ شاید ادھر خیال گیا ہو ، کہ مرزا صاحب کی ہستی کیا ، اور ان مراتب و مدارج کی بشارتیں کیا ، تو یاد رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ کیا اسی وجہ سے کفار نا ہنجار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مجنون نہ کہتے تھے ، کہ آپ ایسے دعوے کرتے تھے ۔ جن کی تصدیق آپ کی ظاہری حالت نہ کرتی تھی ، آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوتا تھا لیکن اعلان یہ کیئے جا رہے تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں ہمیں دی گئیں ۔ نماز پڑھنے کے لئے جو مسجد بنا رکھی ہے ، اس پر چھت کھجور کے پتوں کا پڑا ہے ، بارش ہوتی ہے تو پانی ٹپک ٹپک کر نیچے گر رہا ہوتا ہے ایسی مسجد میں چند نفوس یہ اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ "فتح مبین" ہمیں حاصل ہوگی اور یہ تمام دنیاوی طاقتیں ہمارے سامنے سرنگوں ہونگی بے شک ظاہر بین ، اور دنیا کے سامانوں پر نظر رکھنے والے ، یہ باتیں سنتے تھے اور آپؐ کو انک لمجنون کہتے تھے ، مگر انہیں کیا خبر تھی ، کہ یہ خدائی باتیں ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہونگی ، چاروں طرف قحط پڑ رہا ہے ، خشک سالی زوروں پر ہے مگر خدا کا بندہ نوح علیہ السلام کشتی بنا رہا ہے کہ ہم تیر کر نکل جائیں گے ، دشمن ہنستا اور استہزا کرتا ہے ، مگر کیا آخر وہ ٹھٹھا کرنے والے حق بجانب نکلے اور حضرت نوح علیہ السلام نعوذ باللہ مجنون ثابت ہوئے ؟ بس ٹھیک اسی طرح تمہیں حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام کے دعاوی ایک مجنونانہ بڑ نظر آرہے ہیں ، مگر یاد رکھو ، یہ خدا کی باتیں ہیں اور اسکے وعدے ہیں ، یہ اپنے وقت پر پورے ہونگے اور تمام قومیں لوائے احمدؑ کے نیچے جمع ہونگی ، کاش تم پہلے منکرین انبیاء علیہم السلام کے حالات اور ان کے انجام سے عبرت پکڑتے ۔

مگر ہاں ! خدا کے نوشتوں کا پورا ہونا ضروری تھا ۔

آخر پر میں قرآن مجید کی آیت پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں ، اور اگر ضرورت محسوس ہوئی ، تو انشاءاللہ پھر عرض کیا جائیگا ، یار زندہ ، صحبت باقی !

قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (سورۃ نساء) تو کہدے کہ میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم خدا تعالیٰ کے خوف کو دل میں رکھ کر اور محض اسی کے لئے کھڑے ہو اور پھر دو دو اور ایک ایک ہوکر اس معاملے پر غور کرو تو یقیناً تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس شخص کو جو ایک کافی حصہ عمر کا تم میں گزار چکا ہے ، جسکے حالات سے تم اچھی طرح واقف ہو ، ہرگز ہرگز جنون نہیں ہے اور کہ اس پر اب الزام لگانا سراسر بہتان ہے ، صرف بات یہ ہے ، کہ وہ تمھیں تمھاری بداعمالیوں پر اور ان کے بدلے جو عذاب شدید تم پر آنیوالا ہے ، اس سے آگاہ کرتا ہے ، اس لئے تم اس سے ناراض ہوتے اور طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہو ، بس اَوَلَمْ یتفکروا ما بصاحبھم من جنۃ ان ھو الا نذیر مبین (سورہ اعراف)

خاکسار

تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) ، قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا زانی کی سزا رجم بھی ہے؟

یہ اہم سوال کہ اسلام میں مرتد کیلئے کوئی بدنی سزا مقرر ہے یا نہیں کچھ عرصہ قبل مسلم حلقوں میں ایک معرکۃ الآراء عقدہ بنکر حل ہو چکا ہے۔ اور تحقیق و تنقید کے ہاتھوں نے تعلیم یافتہ طبقہ کے آگے اس صداقت کو مبرہن کر کے پیش کر دیا ہے۔ کہ اسلام میں ترک اسلام کی قطعاً کوئی سزا مقرر نہیں، اور خوشی کی بات ہے کہ تعلیم و تہذیب کی توسیع کے ساتھ اس صداقت کی قبولیت بھی عام ہو رہی ہے، بھلا اسلام تبدیلی مذہب پر کوئی جسمانی سزا تجویز بھی کیونکر کرتا۔ جبکہ بیّن طور پر وہ آزادی ضمیر کی حمایت کرتا اور ضمیر فروشی کو بدترین جرم قرار دیتا ہے۔ اور بآہنگ بلند اعلان کرتا ہے کہ مذہب کے ردّ و قبول میں جبر و اکراہ کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ اور پھر اپنے اس اعلان کے مطابق جبر کی بجائے ہر ایک صداقت کو دلائل و براہین سے مزیّن کر کے عقل و فطرت کے سامنے پیش کرتا ہے اور پھر ساتھ ہی کہتا ہے "فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر" غرض یہ مسئلہ اہل التحقیق بزرگوں کی عنائیتوں سے اس قدر واضح ہو گیا ہے کہ اسکی مزید تحقیق اب چنداں ضروری نہیں، لیکن ہمچو قسم ایک اور مسئلہ ہے جو ابھی تک انکی تنقید و تحقیق مزید کا حقیقی مستحق تھا۔ میرا اشارہ مسئلہ رجم الزانی کی طرف ہے جو از روئے سزا قتل مرتد سے بھی اہم و اشد سزائے سنگساری کا تصوّر بھی اگرچہ ہیبت و لرزہ انگیز ہے لیکن باوجود اسکے خوارج کے سوا باقی کل فقہائے اسلام اس مسئلہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام میں مرتکب الزنا کی سزا اگر وہ محصن ہو تو رجم اور غیر محصن ہو تو سو جلد ہے۔ اور اگرچہ بعض لوگ اوّل الذکر کیلئے قبل از رجم سو جلد کا اور ثانی الذکر کیلئے بعد از جلد تغریب عام کا اضافہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن رجم و مائۃ جلدۃ پر سب متفق ہیں اور اس اتفاق پر آثار و تعامل سے استدلال کیا جاتا ہے اور اس استدلال کی صحت سے انکار بھی مشکل ہے، حالانکہ قرآن پاک نہ صرف یہ کہ اس اتفاق کی تائید نہیں کرتا بلکہ ظاہراً تردید کرتا ہے وہ نہ تو محصن اور غیر محصن کی تفریق کو قائم رکھتا ہے اور نہ ہی رجم کو کسی جرم کی سزا قرار دیتا ہے۔ بلکہ مرتکب الزنا کیلئے بغیر کسی تقیید و تفریق کے صرف سو جلد کی سزا تجویز کرتا ہے۔ پس بظاہر احکام شرعیہ کا مخرج اوّل ایک طرف رجم کی تردید میں اور مخرج ثانی دوسری طرف اسکی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے اسلئے یہ مسئلہ ایک طالب علم کیلئے جو احکام شرعیہ کی تحقیق و تنسیخ میں ید طولیٰ نہیں رکھتا نہایت حیران کن مسئلہ ہے، علماء محققین کی توجہ کو اس تحقیق کی طرف ملتفت کرنے کیلئے سلسلۂ تحقیق کی ابتدائی کڑی کے طور پر اس ناقص تحریر کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید نے احکام زنا پر تفصیلی بحث کی ہے۔ مگر باوجود اس تفصیل کے رجم کی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا،

کیا زانی کی سزا رجم بھی ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر جرم زنا کے لئے رجم بطور سزا مقرر ہوتا تو قرآن مجید احکام الزنا میں سب سے پہلے اسے بیان کرتا، کیونکہ اس کی تجویز کی صورت میں وہ اس بحث کا نہایت اہم اور ضروری حصّہ بنکر اولیٰ بالذکر ٹھیرتا تھا جو کبھی بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، پس اس کا اہمال اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حدالزنا کے مسئلہ میں رجم کو قطعاً کوئی دخل نہیں، اگر قرآن شریف احکام الزنا کے بیان سے بالکل خاموش رہتا یا ایک نہایت مجمل بیان پر اکتفا کرتا تو اس مہتم بالشان اور اولی بالذکر حصّہ کا حذف چنداں مستبعد نہ ہوتا، اور تفصیل کی خاطر احکام شرعیہ کے منبع ثانی کی طرف ہمارا رجوع کرنا جائز بلکہ ضروری ہوتا۔ لیکن قرآن مجید نے اس مسئلہ کے احکام کو نہ اہمال کیا ہے نہ اجمال کیا ہے بلکہ قتل، سرقہ، بغاوت وغیرہ دیگر معاصی سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اسکو بیان کیا ہے اور اسکے تمام ضروری پہلوؤں کی تفصیل کی ہے۔ پس باوجود اس شرح و بسط کے یہ کہنا کہ اس مسئلہ کے مرکزی اور معیاری حصّہ یعنی حکم رجم کو قرآن پاک نے نظرانداز کر دیا ہے۔ قطعاً تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات نہ صرف قرآن پاک کی شانِ تبیاناً لکل شیء سے بعید تر ہے۔ بلکہ معقولیّت سے بھی بالا ہے۔ دیکھئے قرآن شریف اوّلاً لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ فرما کر اسے ایک حیا سوز جرم قرار دیتا ہے اور اسکے ارتکاب سے روکتا ہے۔ ثانیاً "ومن یفعل ذٰلک یلق اثاما یضٰعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مہانا" کے ارشاد سے اسکے دردناک اور ذلّت آمیز انجام سے ڈراتا ہے ثالثاً "لا یزنین" کی شرط کو بیعت النساء میں شامل فرما کر اسکی اہمیّت کو ظاہر کرتا ہے۔ رابعاً سورہ نور کے ایک پورے رکوع کو اس مسئلہ کے مختلف احکام کیلئے وقف کرتا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل امور مذکور ہیں۔ زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کو سو سو جلد کی سزا دی جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں کسی قسم کا توقف نہ ہو۔ سزا دہی کے وقت ایک طائفہ مومن موجود رہے۔ اس جرم کے اثبات کیلئے چار گواہ ہوں۔ شہادات اربعہ کے بغیر الزام لگانیوالا۔ اسّی درے کی سزا بھگتے اور آئندہ کے لئے اس کی گواہی مردود گردانی جائے، تہمت کا وقوع زن و شوہر کے مابین ہو تو بذریعہ ملاعنہ انکی تفریق ہو وغیرہ۔ اب ایک متدبر قرآن کیلئے غور کا مقام ہے کہ اگر رجم کا حکم صحیح ہے تو قرآن پاک نے باوجود اس تفصیل کے اسے حذف کیوں کر دیا۔ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما۔ قرآن میں نہیں، اگر یہ قرآنی ارشاد ہوتا اور اسپر عمل ضروری ہوتا تو ہرگز وہ ارشاد محذوف نہ ہوتا، بالفرض اگر مسئلۃ النسخ صحیح ہو تو بھی الفاظ منسوخ اور حکم نافذ کا قضیہ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ارشاد واجب التعمیل تھا تو الفاظ کے منسوخ کر دینے کی کیا حکمت تھی کیا وہ الفاظ کرخت اور غیر مانوس اور ثقیل علی اللسان تھے یا بالکل ہی غلط تھے نہیں تھے تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ حکم ثابت اور الفاظ منسوخ ہیں۔ حالانکہ حکم کا الگ کوئی وجود نہیں ہوتا۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب بھی ہوتا ہے الفاظ میں ہی مستور رہتا ہے۔ جب الفاظ منسوخ ہوئے تو حکم خود بخود منسوخ ہوگیا، دیکھئے نسوٗا جلد- اشی جلد- ملاعنہ وغیرہ احکام میں سے کوئی حکم محذوف نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو وہ حکم جو اس بحث میں سب سے اہم اور عظیم الشان ہے اور اتنا بڑا ہے کہ اسکے خیال سے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کیا اسکے حذف کو ایک معقول آدمی تسلیم کرسکتا ہے اور بڑے کا اہمال اور چھوٹے کا ذکر کیا شان قرآن کے خلاف نہیں۔ پس اس توضیح کے باوجود ذکر الرجم سے قرآن پاک کا اعراض اس بات کا شاہد ناطق ہے کہ وہ اس حکم کا ہرگز ہرگز مجوّز نہیں اور جس طرح مسئلہ ارتداد کو کئی مقامات پر مختلف پیراؤں میں بیان فرمانیکے باوجود قتل مرتد کے ذکر کو نظر انداز کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک ارتداد کی کوئی جسمانی سزا مقرر نہیں۔ اسی طرح احکام زنا کی تفصیل کے باوجود رجم کے بیان سے اعراض کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک سنگساری مرتکب الزنا کی حد نہیں۔ خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ باب الزنا میں رجم کا وہی درجہ ہے جو باب الارتداد میں قتل کا ہے پس اُس سے اعراض اُسکے بطلان کو مستلزم ہے اور اِس سے اعراض اِس کے بطلان کو مستلزم ؛

(۲) الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة۔ والی آیت خود اس بات پر شاہد ہے کہ سنگساری حد الزنا میں شامل نہیں۔ کیونکہ اوّلاً لفظ زنا کا اعلان ہی لغتہً ہر ناجائز ہمبستری پر عام ہے۔ بالاحصان اور بلا احصان کی کوئی قید قطعاً ملحوظ نہیں۔ ہاں زنا العین والاذن کا اطلاق مجازاً اطلاق الکل علی الجزء ہے۔ ثانیاً الزانیة والزانی۔ التی تزنی والذی یزنی کی تحویل میں ہونیکی وجہ سے ہر مرتکب الزنا پر محیط ہے۔ اب محصن اور غیر محصن کی تفریق سے الزانیة والزانی کا اطلاق بعض الزناة پر محدود کرنا اور بعض کو خارج کرنا کلام الٰہی کی واضح عمومیّت کی تنسیخ ہے۔ جب وہ صاف الفاظ میں مائة جلدة کو ہی ہر زانی پر نافذ کر رہا ہے تو اسکے اثر سے بعض کو خارج کرکے اسکی تخصیص کیونکر ممکن ہے۔ آثار سے عموم القرآن کی تنسیخ اس اقرار کی مترادف ہے۔ کہ حکم خداوندی کے خلاف اسکا رسولؐ حکم دے سکتا ہے۔ حالانکہ ان اتّبع الا ما یوحی الیّ رسولی اقرار ہے جو اسے ناممکن ثابت کر رہا ہے۔ پس قرآنی قطعیت کو آثار ظنیّہ سے مرجوح قرار دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ ارتداد کی اخروی سزا کو تاکید و تکرار کے ساتھ واضح فرمانیکے باوجود کسی جسمانی سزا کا ذکر نہ کرنا جس طرح قتل مرتد کی تردید کے لئے شاہد بیّن ہے اسی طرح مائة جلدہ اور دیگر چھوٹی سزاؤں کو بیان فرمانے کے باوجود رجم کو بیان نہ کرنا اسکی تردید کے لئے بھی شاہد بیّن ہے ؛

(۳) قرآن مجید نے سرقہ، قتل، بہتان، بغاوت وغیرہ جن امور کو قابل تعزیر معاصی قرار دیا ہے۔ انکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سزاؤں کو بھی خود ہی بیان فرمایا ہے۔ یہ نہیں کیا کہ قتل سرقہ وغیرہ کو قابل سزا بتا کر انکی سزاؤں کے ذکر کو نظر انداز کر دیا ہو یا ادنیٰ سزا کو بیان فرما کر اہم اور اشد سزا کو حذف کر دیا ہو۔ بلکہ سرقہ۔ بہتان۔ قتل۔ بغاوت کو جب قابل تعزیر معاصی قرار دیا تو خود ہی ان کی سزاؤں کی تفصیل بھی بیان کر دی۔ حالانکہ ان معاصی کی اتنی توضیح بھی نہیں فرمائی جتنی اس متنازع فیہ مسئلہ کی۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ رجم کی سزا دیگر تمام سزاؤں سے زیادہ مہیب اور خوفناک ہے اور تیغ و تبر سے جان لینا سنگساری کی نسبت بہت آسان ہے۔ پھر کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ احکام الزنا کے تفصیلی بیان اور دیگر معاصی کی سزاؤں کے ذکر کے باوجود سب سے اہم اور سب سے اشد سزا کے ذکر کو قرآن مجید نے نظر انداز کر دیا ہے۔ ایسا غیر منضبط اور بے ترتیب بیان جب ایک انسان سے بھی متوقع نہیں تو خدائے حکیم کی طرف اسکی اضافت کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ پس قابل تعزیر معاصی کی سزاؤں کے متعلق قرآن پاک کا یہ طرز بیان ہی اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مسئلۂ الرجم کا حامی نہیں۔ اور جس طرح صرف دفاعی جنگ کی اجازت اور منافقوں کی مذمت قتل مرتد کی تردید پر شاہد ناطق ہے (کیونکہ تائید کی صورت میں قتل کے خوف سے منافق بنکر رہنے پر لوگ مجبور ہونگے اور اس نفاق کا خود قرآن ذمہ وار ہوگا تو نفاق کی مذمت نہیں کر سکتا۔ اور صرف ارتداد کی وجہ سے قتل کرنا جارحانہ جنگ کے مساوی ہے تو محض دفاعی جنگ کی اجازت منسوخ ہو گی) اس طرح مختلف معاصی کی مختلف سزاؤں کو بیان فرمانے کے باوجود سب سے اہم چیز کا اہمال اسکے غیر مشروع ہونے پر شاہد ناطق ہے ؛

(۴) قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل اور بغاوت کے سوا کوئی تیسرا جرم ایسا نہیں جسکی پاداش میں کسی انسان کو قتل کیا جا سکے۔ اور ان کے سوا کسی اور جرم کی سزا میں کسی شخص کو قتل کرنا قرآن کے نزدیک بنی نوع انسان کو قتل کرنیکا مترادف ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانّما قتل الناس جمیعا۔ یعنی جس نے کسی جان کو ایک اور جان کے بدلہ کے بغیر یا دنیا میں فساد پیدا کرنیکے بغیر مار ڈالا اس نے گویا تمام انسانوں کو مار ڈالا۔ پس قرآن مجید نے کلیہ کے طور پر جب یہ اصول بنا دیا تو اب کوئی تیسرا گناہ ایسا نہیں ہو سکتا جسکی سزا میں قتل جائز ہو۔ اس قاعدہ کے بیان کرنیکے ساتھ ان دونو جرموں کی سزاؤں کی تفصیل بھی خود بیان فرمائی ہے چنانچہ قتل کے متعلق فرمایا ہے۔ کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ۔ اور بغاوت کے متعلق فرمایا انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض۔ اگر زنا مع الاحصان کی سزا میں مار ڈالنا واجب یا جائز ہوتا تو اس کلیہ میں اسے ضرور شامل کیا جاتا۔ اور یہاں اسے نہ صرف یہ کہ اس کلیہ میں شامل نہیں کیا بلکہ تفصیلاً الگ الگ بیان فرماتے وقت بھی صرف قتل و بغاوت کی سزا کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور رجم کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ کیا یہ اس بات کی زبردست دلیل نہیں کہ قرآن پاک کے نزدیک رجم کسی معصیت کی سزا نہیں نہ زنا کی اور نہ کسی اور جرم کی۔ قتل مرتد کو اس کلیہ میں داخل نہ فرمانا جس طرح اس کی تردید کیلئے ایک بیّن دلیل ہے۔ اسی طرح رجم الزانی کو اس میں شامل نہ فرمانا اسکی تردید کیلئے بھی بیّن دلیل ہے کیونکہ قتل و بغاوت میں جیسا کہ ارتداد شامل نہیں اسی طرح زنا بھی شامل نہیں ؛

(۵) قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیاہی ہوئی لونڈیوں کے لئے بدکاری کی سزا بیاہی ہوئی حرائر کی سزا کا نصف مقرر فرمایا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب۔ یعنی لونڈیاں بیاہی جانیکے بعد اگر فاحشہ کا ارتکاب کریں تو انہیں محصنات کی سزا کا نصف دینا چاہیئے۔ پس ان کے لئے نصف سزا مقرر فرمانے سے بدیہی طور پر معلوم ہؤا کہ حرائر کیلئے کسی صورت میں بھی کوئی ایسی سزا مشروع نہیں ہو سکتی جس کی تنصیف محال ہو۔ اور چونکہ سزائے رجم کی تنصیف کا محال ہونا بدیہیات سے ہے لہٰذا اس کا مشروع نہ ہونا بھی بدیہیات سے ٹھیرا ؛

شاید کوئی کہے کہ اس آیت میں محصنات سے مراد متزوجات نہیں بلکہ غیر منکوحہ حرائر ہیں لہٰذا انکی نصف سزا سے مراد رجم کا نصف نہیں بلکہ آزاد کنواری کی سزا کا نصف ہے جو پچاس دُرے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب فاذا اُحصنّ میں احصان سے مراد انکا بیاہی جانا ہی ہے تو پھر اس کے بالمقابل جس احصان کا ذکر ہے لازماً اس سے بھی نکاح ہی مراد لینا ہوگا ورنہ فاذا اُحصنّ کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں یہاں پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب غیر منکوحہ ہونے کی حالت میں بھی انکی یہی سزا ہے تو پھر اسکے لئے نکاح کی شرط کیوں لگائی گئی۔ تو یاد رہے کہ اسکی وجہ یہی ہے کہ تا ہمیں معلوم ہو جائے کہ زانیہ کے لئے کسی صورت میں بھی ایسی سزا مشروع نہیں جس کی تنصیف محال ہو۔ جب منکوحہ ہونیکی حالت میں بھی ایسی سزا مشروع نہیں تو غیر منکوحہ ہونیکی حالت میں بدرجہ اولیٰ غیر مشروع ہوگی۔ پس جس طرح ارتداد کی سزا میں عذاب جہنّم وغیرہ کا ذکر کرنا جس کا انسانی ہاتھوں کسی کو پُہنچنا محال ہے اس بات کی دلیل ہے کہ ارتداد کی کوئی ایسی سزا مقرر نہیں جسے انسان اپنے ہاتھوں دے سکیں۔ اسی طرح محصنہ زانیہ کے لئے ایسی سزا کا ذکر کرنا جس کی تنصیف ممکن ہے اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ رجم کسی صورت میں بھی زانیہ کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بطور سزا مقرر نہیں ہے۔ کیونکہ رجم کی تنصیف ممکن نہیں ہے ÷

جہاں تک قرآن شریف کا تعلق ہے یہ دونو مسائل مساوی ہیں یعنی قرآن قتل مرتد اور رجم الزانی کی تائید میں نہیں بلکہ انکی تردید کرتا ہے مگر روایات کا تعلق ان دونو سے یکساں طور پر نہیں ہے۔ کسی شخص کو محض ارتداد کی سزا میں قتل کرنا کسی مستند روایت سے قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا مگر ثیب زانی کو رجم کرنیکا حکم روایات کی مستند ترین کتابوں میں موجود ہے جس کا از روئے روایت انکار کرنا مشکل ہے کیونکہ بطور قاعدہ آنحضرت صلعم نے اسکے متعلق یوں فرمایا ہے۔ لا یحل دم امرءٍ مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔ یعنی کسی مسلم کا جو یہ کہتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جان لینا تین وجوہ کے سوا حلال نہیں یعنی ثیب زانی قاتل اور اپنے دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہونیوالا (بخاری۔ مسلم) اسی پر بس نہیں بلکہ جب ایک دفعہ ایک کنوارے زانی اور ثیب زانیہ کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا لا قضین بینکما بکتاب اللہ یعنی میں تم دونو کے درمیان کتاب اللہ کے ذریعہ فیصلہ کرونگا پھر اس کنوارے کے والد سے کہا۔ علیٰ ابنک جلد مائۃ وتغریب عام یعنی تیرے بیٹے پر سو درہ اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس ثیب عورت کے متعلق فرمایا علی امرأۃ الرجم یعنی اس عورت پر رجم ہے (بخاری۔ مسلم) غرض رجم کے متعلق احادیث کثرت سے موجود ہیں جنکی وجہ سے یہ مسئلہ نہایت پیچیدار بنجاتا ہے اور کوئی تاویل کی صورت نظر نہیں آتی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کے ایک مجمل مسئلہ کی حدیث نے توضیح کی ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک ایسے مسئلہ کو جس سے قرآن قطعاً ساکت ہے حدیث نے بیان کر دیا ہے۔ قرآن میں زنا کی تفصیلات اور حد کا ذکر اور اسکے متعلقات سب موجود ہیں باوجود اسکے رجم کو نظر انداز کرنا اور پھر احادیث کا اسے ذکر کرنا دونو میں تضاد کی نسبت پیدا کرتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اسکے فیصلہ کے وقت لا قضین بکتاب اللہ فرماتے ہیں یعنی کتاب اللہ سے فیصلہ کرونگا حالانکہ قرآن میں اسکا ذکر نہیں ممکن ہے کہ کتاب اللہ[سنہ] سے مراد تورات ہو اور اسکے مطابق حضورؐ نے رجم کا حکم دیا ہو مگر بعد میں الزانیۃ والزانی والی آیت کے نزول کے بعد کسی کو رجم نہ کیا ہو یا کرنے کا موقعہ نہ آیا ہو۔ ابن ابی شیبہ نے شیبانی سے یوں روایت کی ہے قال قلت لابن ابی اوفی رجم رسول اللہ صلعم قال نعم قلت بعد ما انزلت سورۃ النور او قبلھا قال لا ادری۔ یعنی شیبانی نے کہا کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے رجم کیا تھا انہوں نے

سنہ مولانا! کتاب اللہ سے مراد شریعت اسلامی ہے ÷ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا ہاں پھر میں نے پوچھا کیا سورہ نور کے نزول کے بعد یا پہلے تو انہوں نے کہا یہ میں نہیں جانتا،، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات رجم کے سورہ نور کے نزول سے پیشتر ہونے کا خیال پہلے لوگوں میں بھی موجود تھا۔ روایات کی رُو سے اس سزا کا اثر اور بھی وسیع ہو جاتا ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ من وجد تموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ یعنی قوم لوط کا کام کرنے والے فاعل و مفعول ہر دو کو قتل کر دو پھر فرمایا من اتی بھیمۃ فاقتلوہ واقتلوھا یعنی جو شخص جانور سے ناجائز فعل کرے تو اسکو اور اس جانور کو قتل کر دینا چاہیئے۔

اس نازک مسئلہ کے متعلق زیادہ نہیں لکھتا۔ علماء محققین کے سامنے اسے پیش کر کے انکے آگے دست استفادہ دراز کرتا ہوں۔ طالبِ حقیقت عبداللہ مالاباری

حدیث کسوف خسوف

{اس حدیث ان لمھدینا آیتین کے متعلق ابو احمد رحمانی نے شہادۃ آسمانی میں بہت سے اعتراض کیئے ہیں ان کے مایۂ ناز اعتراض کا جواب درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)}

جزء حدیث ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان۔ پر مصنّف نے بہت زور دیا ہے۔ دیکھو شہادۃ ص۳۳ و ص۳۳ میں لکھتا ہے۔ "اس کا نہایت صاف مطلب یہی ہے کہ رمضان کی راتوں میں سے پہلی رات کو یا رمضان میں قمر کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گہن ہوگا"

جواب:۔ اس حدیث کے حل کیلئے نہایت ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ ہم کسوف خسوف کے متعلق عادۃ اللہ کو معلوم کریں سو مصنّف خود لکھتا ہے "جس طرح چاند گہن کی نسبت عادۃ اللہ یہ ہے۔ کہ ۱۳-۱۴-۱۵ کو اور سورج گہن ۲۷-۲۸-۲۹ کو ہو اسی طرح یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ دَورہ مقررہ کے بعد دونو کا اجتماع ایک ماہ میں ہو" ص۸ و ص۲۶ شہادۃ۔ اور قرآن کریم میں صریح الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لن تجد لسنّۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنّۃ اللہ تحویلا۔ کہ سُنّت اللہ بالفاظ دیگر عادۃ اللہ ہرگز ہرگز تبدیل نہیں ہوسکتی۔ پس جب عادۃ اللہ کا تغیّر و تبدّل محالات میں سے ہے۔ تو اس حدیث کے ہم کیوں ایسے معنی مراد نہ لیں جس سے سُنّت اللہ کی تبدیلی و تغییر لازم نہ آئے اور مصنّف موصوف نے خود بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو شہادۃ ص۳ "اس میں شبہ نہیں کہ سچّے رسول کا کلام قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہوسکتا" جب امر واقعی حقیقی یہی ہے تو کیا وجہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ بقول مصنّف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عادۃ اللہ کو ملحوظ نہ رکھا کیا قدرت اور عجوبت محض خلاف قدرت امر میں ہی ہو سکتی ہے؟ ۔ اب دو باتوں میں سے ایک کے بغیر چارہ نہیں ۔۱۔ یا تو یہ تسلیم کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کلام کیا ہے جو خلافِ قانون قدرت ہے ۔ اور یہ تمھارے نزدیک بھی غیر مسلّم ہے۔ دیکھو شہادۃ صفحہ ۳ ۔ اسلئے یہ شق باطل ہوئی ۔۲۔ یا یہ یقین کریں کہ یہ کلام عین قانون قدرت کے مطابق ہے ۔ اور یہی مسلّم فریقین ہے ۔ پس جب یہ کلام سیّد دو جہان کا عین قانون نیچر کے مطابق ہے ۔ تو لامحالہ ہمیں قانون نیچر کا پابند ہونا پڑیگا ورنہ اسکے علاوہ دوسری کوئی راہ نہیں ہے ۔ اور جیسا کہ میں ابھی مصنّف کے مسلّمہ کو پیش کر چکا ہوں اُس سے ظاہر ہے ۔ کہ قانون قدرت یا بالفاظ دیگر سُنّت اللہ یہ ہے کہ چاند کو اسکی مقررہ تواریخ ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے کسی ایک میں گہن ہو ۔ اور سورج کو اسکی مقررہ تواریخ ۲۷-۲۸-۲۹ میں سے کسی ایک میں اسکے خلاف اگر کوئی یہ کہے کہ چاند کو مہینے کی پہلی یا چوتھی شب اور سورج کو ۱۴ یا ۱۵ تاریخ ماہ میں گہن ہوگا تو اُسکے کلام کو ردّ کر دیا جائیگا کیونکہ یہ خلاف قانون قدرت و سُنّۃ اللہ الجاریہ ہے “ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے تو ہم اُسے جواب میں کہینگے کہ ” سچے رسول کا کلام قانون قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا “ صفحہ ۳ اسلئے الفاظ حدیث سے تمھارا یہ استدلال فی ذاتہ فاسد ہے ۔ ہاں الفاظ حدیث قانون قدرت کے دائرے میں آکر ایک اور معنی کی طرف توجہ دلاتے ہیں ۔ وہ یہ ہیں کہ چاند کو (اسکے گہن کی مقررہ تواریخ ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے) پہلی تاریخ (تیرہ ۱۳) میں گہن ہوگا ماہ رمضان میں “ اور سورج کو (اسکے گہن کی مقررہ تواریخ ۲۷-۲۸-۲۹ میں سے) درمیانی تاریخ (اٹھائیسویں ۲۸) کو ماہ رمضان میں “

حیرت ہے ۔ کہ ایک طرف تو مصنّف شہادت یہ لکھتا ہے ۔ کہ سچے رسول کا کلام قانون قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا ۔ دوسری طرف ہمارے عین مطابق قانون قدرت ترجمہ (جو اوپر ہوا) کی تغلیط کرتے ہوئے اپنا ایک من گھڑت و خلاف قانون قدرت ترجمہ لکھتا ہے ۔ بھلا مصنّف یا انکا مرید سعید کوئی ثابت تو کر دکھلائے کہ کبھی چاند کو ماہ کی پہلی رات اور سورج کو ۱۵ یا ۱۴ تاریخ میں گہن ہوا ہے ۔ یوں تو مصنّف ” اگر کچھ علم ہے ۔ اور طلب حق کا شوق ہے ۔ تو علم ہیئت کی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیے “ صفحہ ۴ کی تعلیم دیتا ہے مگر بموجب ” دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت “ خود اس طرف متوجّہ نہیں ہوتا کیا علم ہیئت میں کہیں آیا ہے کہ سورج کو ۱۴ یا ۱۵ تاریخ ماہ اور چاند کو پہلی یا چوتھی تاریخ ماہ میں گہن لگ سکتا ہے ؟ باقی رہا ان نشانوں کا عجیب و غریب و بے نظیر ہونا اسکا حل انشاءاللہ عنقریب آئیگا ۔ مصنّف کا کمال تو بحث قمر میں آکر خوب ظاہر ہوتا ہے ۔ سُنئے لکھتا ہے ” چاند کا ٹھیک ترجمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی میں قمر ہے جس طرح چاند اُردو زبان میں ہر رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ اسی طرح عربی میں ہر رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری رات کا۔"

افسوس ہے کہ آجکل کے مولوی کہلانے والے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے بددیانتی سے کام لینے میں شرم نہیں کرتے۔ کیا قاموس میں القمر یکون فی اللیلۃ الثالثۃ موجود نہیں؟ جس کا صاف اور کھلا کھلا مطلب یہی ہے کہ چاند تیسری رات میں قمر ہوتا ہے۔ پہلی یا دوسری تاریخ میں وہ قمر نہیں ہوتا اگر پہلی اور دوسری تاریخ کا چاند بھی قمر ہی ہوتا ہے۔ تو اس کا کیا مطلب کہ چاند تیسری رات میں قمر بنتا ہے۔ آخر عقل اور انصاف بھی دنیا میں کوئی چیز ہیں۔

پھر منجد میں اسکی نہایت صاف تفصیل ہے۔ (القمر) کوکب یستمدّ نورہ من الشمس فینعکس علے الارض فیرفع ظلمۃ اللیل وھو قمر بعد ثلاث لیالٍ الیٰ اٰخر الشھر واما قبل ذالک فھو ھلال"۔ کہ چاند کو تین راتوں کے بعد مہینے کے آخر تک قمر کہتے ہیں۔ لیکن اس حالت سے پہلے یہ ہلال کہلاتا ہے۔"

پھر مفردات راغب لغت قرآن میں لکھا ہے۔ القمر قمر السماء یقال عند الامتلاء وذالک بعد الثالثۃ قمر کونسا قمر؟ آسمان کا! اور یہ چاند کا نام ہے۔ جبکہ وہ بھر جائے اور یہ (بھر جانا) چاند کی تیسری تاریخ کے بعد ہوتا ہے۔ گویا چاند پر لفظ قمر کا اطلاق اسکی تیسری تاریخ کے بعد ہوتا ہے۔ اسی کے ماتحت وہ دو آیات جو مصنّف نے پیش کی ہیں صاحب مفردات لایا ہے۔ صحاح میں ہے۔ القمر بعد ثلاثٍ الی اٰخر الشھر ÷

ان حوالجات سے معلوم ہوگیا کہ چاند پر لفظ قمر کا اطلاق تیسری یا چوتھی تاریخ میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ہوسکتا ہی نہیں اس کا بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ کسی فصیح و بلیغ نے اپنے اشعار و قصاید میں کبھی بھی لفظ قمر کو چاند کی پہلی اور دوسری تاریخ کے لئے استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ مصنّف کے نزدیک بموجب دو چاند کے دو لغت ہوگئے ایک وہی اصل لفظ قمر دوسرا ہلال یا بدر۔ فصحائے ادیب حسب موقع اور ضرورت ہر ایک لفظ کو استعمال کرسکتے ہیں" حالانکہ دونو (ہلال و قمر) پہلی دوسری کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نور الحق میں فرماتے ہیں فان کنت فی شکٍّ فارجع الی القاموس وتاج العروس والصحاح وکتابٍ ضخیمٍ المسمّٰی لسان العرب وجمیع کتب اللغۃ والادب واشعار الشعراء وقصائد البلغاء۔ ولک منّا الفمن الورق المروّج انعاما ان تثبت خلاف ذٰلک کلاما۔ یعنی اگر تجھے شک ہو تو قاموس اور تاج العروس اور صحاح اور ایک

بڑی کتاب مسمی لسان العرب اور ایسا ہی تمام کتب لغت اور ادب اور شعراء کے اشعار اور بلغاء کے قصائد غور سے دیکھ۔ اور اگر تو اسکے برخلاف ثابت کر سکے تو ہم تجھے ہزار روپیہ انعام دینگے۔" صلا جب ایک لفظ کیلئے ہزار روپیہ انعام دیا جاتا تھا تو کیوں کوئی وسیع الصدر مقابل پر نہ آیا اور انعام حاصل نہ کیا۔ کوئی ہے؟ جو کسی شاعر و ناثر فصیح و بلیغ کی نظم و نثر سے یہ ثابت کر دکھلائے کہ لفظ قمر پہلی اور دوسری تاریخ چاند کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔

دیکھو صحیح بخاری و مسلم و دار قطنی و ترمذی و مشکوٰۃ میں انچاس دفعہ لفظ ہلال پہلی تاریخ کیلئے آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا مرقوم ہے۔ کیوں حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ بھی لفظ ہلال کی بجائے لفظ قمر کو استعمال نہ فرمایا کیا آپؐ ماہر لغت عرب نہ تھے۔ کونسی چیز۔ ۔ ۔ لفظ قمر کو لفظ ہلال کی بجائے استعمال کرنیسے آپکو مانع ہوئی۔ آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے ÷

دلیل کا ردّ۔ باقی رہا تاج العروس کا حوالہ! وہ بھی ہمارے حق میں ہی فیصلہ دیتا ہے! اسکی عبارت یہ ہے ویسمی القمر للیلتین من اول الشھر ھلالاً کہ یہی قمر جب مہینہ کی پہلی دو راتوں کا ہو تو اُسے ہلال کہتے ہیں اس کا ہرگز ہرگز وہ مطلب نہیں جو مصنّف نے صلا پر ان الفاظ بیان کیا ہے:۔ "کہ پہلی اور دوسری رات کے چاند کو قمر تو کہتے ہی ہیں مگر ہلال بھی اس کا نام ہے۔" کیونکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ یہ جرم سماوی جس کو ہم تین راتوں کے بعد یا تیسری رات میں قمر کہتے ہیں مہینہ کی پہلی دو راتوں میں ہلال کہلاتا ہے۔" اسے۔ ۔ ۔ ایک مثال سے سمجھئے ہم کہتے ہیں کہ

"بڈھا" ایک سال کی عمر میں "بچہ" کہلاتا ہے۔" کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک سال کے آدمی کو بڈھا تو کہتے ہی ہیں مگر "بچہ" بھی اُسکا نام ہے۔ کیا کوئی قائم الحواس شخص اسے تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے کہ اس عمر میں تو یہ شخص بڈھا کہلاتا ہے مگر جب یہی بڈھا ایک سال کا تھا تو بچہ کہلاتا تھا اسی طرح تیسری رات یا چوتھی میں چاند کو قمر کہتے ہیں مگر جب یہی چاند پہلی دوسری رات کا تھا تو ہلال کہلاتا تھا۔ فالامر واضح ÷

مصنّف کے پیچ و تاب۔ سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مراد واقعی یہی تھی کہ چاند کو اسکی پہلی تاریخ گہن ہوگا تو کیوں افصح الفصحاء صلعم نے بجائے اتنے لمبے اور مشتبہ جملہ "ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان" کے چھوٹا سا جملہ ینکسف الھلال نہ فرمادیا۔ جواب ملتا ہے کہ "محاورہ عرب کے مطابق ضرور تھا کہ ینکسف القمر ہی بولا جاتا۔" سبحان اللہ! اس نکتہ معرفت کا کیا کہنا؟ مطلب خبط ہو جائے۔ فصاحت و بلاغت برباد ہو جائے۔ اُمّت ابتلا میں پڑ جائے یہ سب کچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوجائے تو ہو جائے۔ پر محاورہ عرب ہاتھوں سے نہ جانے پائے۔ جنابِ عالی! محاورہ کا کوئی محل بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ دوسرا یہاں کونسا ایسا محاورہ تھا کہ اگر اس کا ایک لفظ بھی تبدیل ہو جاتا تو فساد لازم آتا۔ تیسرے مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ینکسف الھلال فرماتے تو اُسی وقت تمام عقدے حل ہو جاتے۔ پوچھا جاتا حضورؐ! ہلال کو تو کسوف کبھی ہُوا ہی نہیں تو حضورؐ کے اس فرمان کا کیا مطلب؟ حضور علیہ السلام جواب میں صاف فرماتے۔ کہ یہاں اس لئے لفظ ہلال بولا گیا ہے۔ کہ یہ کسوف خلاف معمول یکم تاریخ کو ظہور پذیر ہوگا۔ تو بات بھی تھی اور بمنشائے ثنا ہم جیسوں کی زبانیں بند ہو جاتیں لاوّل لیلۃ والا جھگڑا ہی غتربود ہو جاتا۔ مگر اس پاک انسان کی زبان مبارک سے نکلا تو لفظ قمر ہی نکلا!! اور کیوں نکلا؟ اس لئے "کہ دنیا میں چاند گہن کبھی ایسے وقت نہیں ہُوا کہ اُسکے چاند کو ہلال کہا جائے بلکہ گہن ہمیشہ ۱۳-۱۴-۱۵ کو ہوتا رہا ہے۔ اور اسوقت کے چاند کو قمر ہی کہتے ہیں"، شہادۃ ص۲۶

پس جب کوئی شخص یہ کہے کہ ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان تو لامحالہ اسکا یہی مطلب ہے۔ کہ اسکے گہن کی مقررہ تاریخ میں سے پہلی رات اُسے گہن ہوگا نہ کچھ اور۔ اور یہی مقصود ہے۔ حضرت کے قول شریف سے اگر مصنّف مذکور کا مطلب نمبر دوم ملحوظ رکھا جائے تو محاورۂ عرب اور سُنّت اللہ اسکے خلاف ہیں اسلئے سراسر باطل ہے۔

جملہ تنکسف الشمس فی النصف منہ کا حل اسی طرح جب سُنّت اللہ یہ جاری ہے۔ کہ سورج کو ۲۷-۲۸-۲۹ میں سے کسی ایک تاریخ میں گہن ہو تو اسی کے مطابق جملہ وتنکسف الشمس فی النصف منہ کے معنی کیئے جائینگے یعنی سورج کو اسکی مقررہ تواریخ (۲۷-۲۸-۲۹) میں سے درمیانی تاریخ میں گہن ہوگا۔ یہاں مصنّف نے دو تین اعتراضات پیش کیئے ہیں

۱- لفظ نصف کا لانا موزون نہیں تھا وسط چاہیئے تھا۔ ۲- منہ کی بجائے منہا چاہیئے تھا کیونکہ ایّام کی طرف ضمیر پھرتی تھی۔ ۳- لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض میں ان نشانوں کا دنیا بظاہر خلاف قانون قدرت ہونا بتلایا ہے۔ اور ایسا وقوع میں نہیں آیا۔

سو نصف منہ کا ترجمہ بالکل صحیح ہے کیونکہ ظروف زمانیہ کے لئے نصف وغیرہ ہی کے الفاظ کثرت سے استعمال کیئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے یٰاَیُّھا المزمّل قُم الّیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ الآیہ۔ ہاں ظرف مکان پر وسط کا لفظ بولا جاتا ہے مثلاً یہ کہنا ہو کہ مَیں گھر کے درمیان بیٹھا تو کہینگے جلست وسط الدّار۔

دوسرے اگر نصف کے معنی درمیان کے نہ کیئے جائیں تو پھر ان تواریخ ثلاثہ کے لئے اس لفظ کا استعمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا معنی رکھتا ہے؟ ان تین دنوں کا نصف تو دوسرا دن ہی ہے۔ جو ۲۸ تاریخ ہے۔ پس اس نصف کو بمعنی وسط کہیئے تب بھی صحیح ہے۔ اور ۲۸ تاریخ کہیئے تب بھی صحیح؟ کیونکہ نصف اٹھائیس تاریخ میں آتا ہی پس ۲۸ تاریخ متعین ہوئی

تیسرے اگر لفظ وسط استعمال ہوتا تو وہ خود موزون نہیں تھا کیونکہ لسان العرب میں فی وسط رأسہ دُھنٌ کے صاف طور پر یہ معنی لکھے ہیں کہ اس کے تمام سر میں تیل ہے۔ تو اگر وسط کا لفظ یہاں استعمال کیا جاتا تو اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا کہ سورج کو تینوں دنوں میں گہن لگا رہیگا پھر اسپر اعتراض ہوتا

چوتھا نصف کے معنی درمیان کے بھی آئے ہیں دیکھئے ضرب المثل مشہور ہے۔ کالشمس فی نصف النہار کہ یہ بات سورج کی طرح جو دن کے درمیان میں ہو روشن ہے۔ بلغت نصفہ یعنی اسکے درمیان میں پہنچ گیا۔ پھر لغت حدیث میں آیا ہے ویتاذرون علی انصافھم ای یشدون الازر علی انصافھم من السرۃ الی الرکبۃ۔ نصف ناف سے گھٹنے تک کو۔۔۔ انسان کا درمیان کہتے ہیں۔ دیکھو مجمع بحار الانوار جلد ثالث صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ نولکشور۔ پس کیا اتنے ثبوت اس بات کیلئے کافی نہیں ہیں کہ نصف کے معنی درمیان کے آئے ہیں ✤

دوم۔ لفظ منہ کی وجہ سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ کیونکہ اس سے صرف اسقدر اظہار مقصود ہے کہ وہ کسوف شمس ماہ رمضان میں ہوگا۔ اس ضمیر کو ایام کسوف سے تو کوئی تعلق ہی نہیں۔ پس منہ کی بجائے منہا کہنا قطعاً غلط ہے۔ ایام کا مفہوم تو خود لفظ نصف میں داخل ہے۔ کیونکہ نصف کسی چیز کا ہی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ چیز اس موقع کے لحاظ سے ایام کسوف ہیں کیونکہ عادۃ اللہ کہتی ہے کہ یہاں ایام کسوف ہی مراد ہیں جن کا نصف اس حدیث میں مذکور ہے ✤

سوم۔ یہ کہنا کہ حدیث کے جملہ ہٰذا سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نشان بظاہر خلاف قانون قدرت معلوم ہونگے۔ اسکے لئے ہمیں زیادہ بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں مصنّف نے خود اسے ایک موقع پر حل کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "اوّل مرتبہ یہ جملہ (لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض) اسلئے لایا گیا تاکہ بتصریح بطور دلالۃ النص کے یہ ثابت کرے کہ یہ دونو نشان مہدی کے سوا کسی کیلئے نہیں ہونگے" صفحہ ۱۸ اور اسی کو دوسرے مقامات میں بھی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو ترجمہ صفحہ ۱۶ وغیرہ۔ اور جملہ ہٰذا زیر بحث کے متعلق لکھا ہے۔ "ان دونو آیتوں کو صاف طور پر بیان کر کے واؤ حالیہ کے ساتھ وہی جملہ لایا گیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان دونو نشانوں کی حالت بیان کرے" صفحہ ۲۵ یعنی یہ جملہ پہلے جملہ کی تاکید واقع ہوا ہے اور تاکید سے مراد فقط تقریر حکم سابق ہوتا ہے نہ کچھ اور۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں تنکسف الشمس البتۃ تنکسف الشمس البتۃ تو اسکا یہ ہرگز ہرگز مطلب نہیں کہ پہلے جملہ تنکسف الشمس البتۃ سے تو یہ مطلب ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ سورج گہن ضرور ہوگا اور دوسرے جملہ سے مراد یہ ہے کہ عجیب و غریب ہوگا۔ یہ مصنّف مذکور کا ایک من گھڑت مسئلہ ہے چنانچہ وہ بیچارہ خود معترف ہے کہ " اسکی دو وجہیں میرے خیال میں ہیں" ص۲۸ پس خیالات پر بنا رکھنا بناء فاسد علی الفاسد کا مصداق ہے۔ اس جملہ کے تکریر کی فقط یہی وجہ ہے۔ تا یہ معلوم ہو کہ سورج گہن ضرور ہوگا اسی طرح لم تکونا منذ خلق اللّٰہ السموات والارض جب جملہ اولی سابقہ کیلئے بطور تاکید کے واقع ہؤا ہے تو ثابت ہؤا کہ وہ پہلے جملہ ہی کے معنوں کی تقریر و اثبات کرتا ہے یعنی یہ دو نشان صرف مہدی ہی کیلئے ہیں کیونکہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ نشان کسی کیلئے ظہور پذیر نہیں ہوئے فالمقصود حاصل ٭

خبط الحواسی اور تناقض } ایک طرف تو مصنّف یہ لکھتا ہے کہ " اوّل مرتبہ یہ جملہ اسلئے لایا گیا تاکہ بتصریح بطور دلالۃ النص کے یہ ثابت کرے کہ یہ دونو نشان مہدی کے سوا کسی کے لئے نہیں ہونگے" ص۲۸ مگر دوسری جگہ اسی جملہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے " یہ پہلا جملہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مہدی کی وہ علامتیں بے نظیر ہونگی" ص۲۲ پھر لکھتا ہے " اب جسے کچھ بھی عربیت کا مذاق ہے وہ اسکا یہی مطلب کہیگا کہ وہ دو آیتیں جو اپنی صفت میں بے نظیر ہیں وہ ہمارے مہدی کیلئے مخصوص ہیں" ص۲۳

اعتراض اور اس کا جواب } عدم نشان کا خارق عادت ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن اس کسوف و خسوف میں کوئی امر خارق عادت ظاہر نہیں ہؤا۔ جواب۔ خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کیلئے اس حجّت کو بھی پورا کر دیا کاش یہ ایمان لائیں۔ چنانچہ میں مخالفین کی شہادت پیش کرتا ہوں جنہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کسوف و خسوف میں ایک امر خارق عادت رکھا ہے چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پانیر اور سول ملٹری گزٹ نے اقرار کیا ہے۔ کہ یہ کسوف و خسوف جو اپریل ۱۸۹۴ء کو ہؤا یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہؤا" " الفضل ما شہدت بہ الاعداء"

خادم ملّت خاکسار محمد صادق کنجاہی قادیان دارالامان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب ام الخبائث ہے یعنی تمام برے کاموں کے ارتکاب کی دعوت دینے والی۔ اگر دنیا بھر کے جرائم کی ایک فہرست تیار کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی ایک بہت بڑی اکثریت شراب خواری اور بدمستی کا نتیجہ تھی۔ جج کیمبل کے سامنے جو میاں بیوی فریقین مقدمہ کی حیثیت سے آئے ان کے اسباب مقدمہ کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:- شراب خواری کی کثرت ۴۶ فی صدی۔ خاوند کی بدکاری ۱۲ فیصدی۔ بیویوں کی بے عصمتی ۲ فیصدی امراض ۲ فیصدی بیویوں کی بدمزاجی ۳ فیصدی۔ خاوند کی بدمزاجی ۳ فیصدی۔ ساس کی دخل در معقولات ۱ فیصدی خسر کی مداخلت ایک فیصدی خاوند کی کاہلی ۳ فیصدی۔ مذکورہ بالا اعداد و شمار کے مطالعہ سے ۴۶ فیصدی مقدمات کو براہ راست شراب خواری کا نتیجہ ہیں۔ اسکے علاوہ خاوندوں کی بدکاری۔ امراض۔ بیویوں کی بداطواری۔ خاوند اور بیوی بدمزاجی اور خاوند کی کاہلی کے اعداد و شمار بھی اکثر حصہ اسی ام الخبائث کے مرہون ہونگے۔ اسطرح ۵۰ فیصدی کا اوسط پورا ہو جاتا ہے۔ بعض کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ سب سے پہلے اسلام ہی شراب کی حرمت کا اعلان کرتا ہے۔ دنیا ہزاروں برس کے تجربہ کے بعد اسلام کے فیصلہ کو تسلیم کرتی ہے۔ اور اسلام کے قوانین کی عمدگی پر وقت پر اپنے ہاتھوں سے مہر ثبت کر دیتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجیلی تعلیمات

عیسائیت کی مایۂ ناز تعلیمات پر ایک نظر

انجیلی تعلیمات پر جب ہم گہری نگاہ ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی عقائد اور انجیلی تعلیمات میں بہت سے ایسے نقائص ہیں کہ جنکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر ہم اُن تعلیمات پر کسی وقت عمل کرنے کیلئے کھڑے ہو جائیں تو دنیا میں بعض ایسی چیزیں جائز سمجھی جائیں جن کا استعمال جسم اور روح دونو کے لئے مسلّمہ طور پر مضرّ ہے *

شراب کی اجازت

چنانچہ پہلی بات جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا نے اب تک شدید صدمہ اُٹھایا ہے یہ ہے۔ کہ ہمیں شراب پینے کی اجازت شرعی طور پر ہو۔ بائیبل ہمیں بتلاتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی شراب استعمال کی چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور نُوح کھیتی باڑی کرنے لگا اور اُس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اُسکی مے پی کر نشے میں آیا اور اپنے ڈیرے کے اندر آپ کو ننگا کیا۔" (پیدائش $\frac{9}{2}$)

دوم۔ پھر بائیبل سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت لُوط علیہ السلام کو بھی شراب پلائی گئی اور اُنہوں نے اپنی لڑکیوں کے ہاتھ سے شراب لیکر پی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوں۔ تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی۔" (پیدائش $\frac{19}{32}$)

سوم۔ پھر حضرت اسحٰق علیہ السّلام کے متعلّق بھی یہی لکھّا ہے کہ اُنہوں نے شراب پی۔ چنانچہ بائیبل کہتی ہے:

"تب اُس نے کہا کہ تُو میرے پاس لا۔ کہ مَیں اپنے بیٹے کے شکار سے کچھ کھاؤں تا کہ جی سے تجھے برکت دُوں سو وہ اُس پاس لایا اور اس نے کھایا اور وہ اسکے لئے مے لایا اور اس نے پی۔" (پیدائش $\frac{27}{25}$)

چہارم۔ پھر علاوہ اِن انبیاءِ علیہم السلام کے نمونہ کے حضرت اسحٰقؑ نے اپنے بیٹے یعقوب علیہ السّلام کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو دُعا دی جن کو وہ عیسو سمجھے بیٹھے تھے اُس میں بھی شراب ملنے کی خصوصیت سے دُعا فرمائی چنانچہ کہتے ہیں :-

"خدا آسمان کی اوس اور زمین کی چکنائی اور اناج اور مے کی زیادتی تجھے بخشے" (پیدائش ۲۷/۲۸)

پنجم پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے یہوداہ اور اس کی اولاد کے حق میں جو دعا کی اس میں بھی کہتے ہیں :-

"اس کی آنکھیں مے سے لال ہونگی اور اسکے دانت دودھ سے سفید ہونگے" (پیدائش ۴۹/۱۲)

ششم - پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے تمام بنی اسرائیل کے لئے وعدہ کیا ہے کہ :-

"اگر تم اُن حکموں کو سنوگے اور یاد رکھوگے اور اُن پر عمل کروگے تو خداوند تیرا خدا اُس عہد اور رحمت کو جسکی بابت اُس نے تیرے باپ دادوں سے قسم کھائی ہے تیرے لئے یاد رکھیگا اور تجھے پیار کریگا اور تجھے برکت بخشیگا اور تجھے زیادہ کرے گا۔ وہ تیرے رحم کے پھل اور تیری زمین کے پھل میں۔ تیرے غلے اور تیری مے اور تیرے تیل اور تیری گایوں کی بڑھتی اور تیری بھیڑوں کے گلوں میں ××× برکت بخشے گا" (استثنا ۷/۱۲و۱۳)

ہفتم - پھر خدا اُنہیں یہ بھی فرماتا ہے کہ :-

"جس چیز کو تیرا جی چاہے مول لے - خواہ گائے بیل یا بھیڑ بکری یا مے یا مسکرٍ یا اور کچھ جس پر تیرا جی راغب ہو" (استثنا ۱۴/۲۶)

ہشتم - پھر علاوہ اسکے امثال میں بھی شراب پینے کی اِن الفاظ میں ترغیب دی گئی ہے کہ :-

"شراب اُسکو پلاؤ جو مرنے پر ہے - اور مے اُنکو جو شکستہ دل ہیں - تاکہ وہ پیئے اور اپنی تنگدستی فراموش کرے اور اپنی تباہ حالی کو پھر یاد نہ کرے" (امثال ۳۱/۶)

مگر اِن عہد عتیق کے حوالجات کے علاوہ ہمیں عہد جدید سے بھی حِلّتِ خمر کا پتہ چلتا ہے - کیونکہ پولوس لکھتا ہے :-

"آئندہ کو صرف پانی ہی نہ پیا کر بلکہ اپنے معدے اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کر" (۱- تمطاؤس ۵/۲۳)

اِس واضح حکم کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی استعمال کی - چنانچہ متی ۲۶/۲۹ سے ثابت ہے جہاں اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں :-

"میں تم سے کہتا ہوں - کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیئوں گا اُس دن تک کہ تمھارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں۔"

اور معجزہ کے طور پر شراب بنانا اور دوسروں کو پلانا یوحنا $\frac{2}{11 \text{ تا } 3}$ سے ثابت ہے اور یہ معجزہ کی شراب پہلی شراب سے زیادہ عمدہ اور زیادہ نشہ آور تھی ؛

پھر علاوہ اس کے دشمنوں کا حضرت مسیحؑ کو شرابی کہنا بھی ثابت ہے۔ دیکھو آپ فرماتے ہیں :-

" ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔" (متی $\frac{11}{19}$)

غرض اناجیل مروجہ ہمیں بتلاتی ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے پہلا معجزہ جو دکھایا وہ یہی تھا۔ کہ ایک مجلس میں آپ حاضر تھے جہاں شراب کثرت سے پی گئی اور کم ہوگئی۔ تب ضرورت پر اور شراب حضرت مسیح علیہ السلام نے معجزہ کے طور پر بنا دکھائی جو بہت ہی پسند کی گئی ؛

اعشاء ربانی اور شراب

اور پھر یہیں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اعشاء ربانی میں بھی شراب کا گھونٹ اپنے پیرووں کے لئے جائز کر دیا۔ پس انجیل اپنی تعلیمات میں شراب کی مؤید ہے۔ اور وہ شراب پینا انبیاء علیہم السلام کا نمونہ اور اُسوہ قرار دیتی ہے۔ اور ہمیں اجازت دیتی ہے کہ جب بھی ہمارا جی چاہے ہم بلا خوف شراب کو پی لیا کریں۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ انجیل کثرت شراب کو اچھا نہیں سمجھتی۔ اور وہ کہتی ہے کہ شراب سے بدمست ہونا خوب نہیں۔ چنانچہ پولوس نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ :-

" عورتوں کی بھی وضع مقدسوں کی سی ہو۔ تہمت لگانے والی اور زیادہ مے پینے میں مبتلا نہ ہوں۔" (ططس $\frac{2}{3}$)

گویا تھوڑی سی شراب پی لینے کا کوئی حرج نہیں۔ البتہ زیادہ مے پینا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح پولوس شراب میں بدمست ہونے کو معیوب قرار دیتے ہوئے کہتا ہے کہ :-

" شراب میں متوالے نہ بنو۔ کیونکہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے۔" (افسیوں $\frac{5}{18}$)

مگر باوجود اسکے کہ پولوس اپنے خطوں میں یہ شرط لگاتا ہے۔ کہ اسقدر شراب مت پیو۔ کہ مست ہو جاؤ پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انبیاءِ بنی اسرائیل نے شراب پی۔ اور خود مسیح علیہ السلام نے بھی شراب بنائی۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام نے شراب بنا کر لوگوں کو پلائی۔ وہاں اپنے پیرووں کے لئے ایک مقدس مذہبی رسم میں اسکا پینا بھی لازم حال کر دیا۔ اس طرح اپنے عمل سے شراب کو جزو عبادت بنا دیا گیا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شراب کے متعلق اسلام کے احکام

مگر اسلام اپنی آواز ان تمام باتوں کے خلاف اُٹھاتے ہوئے اسکی حُرمت اور قطعی حُرمت کا فتویٰ دیتے ہوئے لوگوں سے فرماتا ہے۔ یاایّھا الذین اٰمنوا انما الخمرُ والمیسرُ والانصابُ والازلامُ رجسٌ من عمل الشیطٰنِ۔ فاجتنبوہُ لعلّکم تفلحُون۔ یعنی اے مومنو! شراب اور جُوا اور چڑھاوے کی جگہیں اور لاٹری سب شیطانی کاموں میں سے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ عالم کشف میں میرے سامنے دُو پیالے پیش کیئے گئے۔ ایک دودھ کا پیالہ اور دوسرا شراب کا پیالہ۔ مگر مَیں نے دودھ کا پیالہ لیا۔ اور شراب کے پیالے کو ردّ کردیا۔ تب اُس وقت مجھے بتلایا گیا۔ کہ اگر تُو اِس وقت شراب کے پیالے کو لے لیتا۔ تو یقیناً اُمّت میں بھی شراب خوری پھیل جاتی۔

پھر رسول کریم صلعم نے پانچ وقت کی شراب خوری کی بجائے لوگوں کو پانچ وقت ہی آستانۂ اُلوہیت پر جُھکا دیا ؛

شراب کے نقصانات

پس اِسلام شراب کو قطعی طور پر حرام قرار دیتا ہے۔ اور اِسکی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ شراب انسان کے قوائے عقلیہ پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ اور اعلیٰ دماغی قوتوں کو نقصان پُہنچاتی ہے۔ شراب حیا اور شرم کے معیار کو بہت نیچے گرادیتی ہے اور شراب سے انسان کا اپنے نفس پر سے قابو جاتا رہتا ہے۔ حرکات میں وقار نہیں ہوتا۔ اور اسکے علاوہ شراب کے استعمال سے بہت سی امراض بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔ نیز شراب ایک زہر ہے جو دماغ کی باریک طاقتوں کو ہلاک کر دیتا اور خدا سے ہمکلامی کی طاقت کو مار دیتا ہے اور نیز شہوانی خواہشات کو برانگیختہ کرکے انسان کو بدکاری پر جُھکا دیتا ہے۔ اور اسلام شراب کو اُمّ الخبائث قرار دیتا ہے۔ جس سے طرح طرح کے نفسانی جوش پیدا ہو کر کبھی انسان فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور کبھی خونریزی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور بلاشبہ یہ تمام گناہوں کی ماں ہے ؛

اسلامی تعلیم کی برتری کا ثبوت

الغرض اسلام نے یہ تعلیم دی۔ مگر دنیا نے ہنسی کی اور خوب شرابیں اُڑائیں۔ مگر موجودہ زمانہ میں بہت سی تحقیق و تدقیق کے بعد اور طبّی طور پر غور کرنے کے بعد محققین نے نتیجہ نکالا ہے۔ وہ یہی ہے کہ شراب کا پینا جسم انسانی اور اُسکی روح کے واسطے سخت مضر بلکہ مہلک ہے۔ چنانچہ بہت سے قابل ڈاکٹر اب اِسکا استعمال ترک کر رہے ہیں۔ اور اسے ایک دشمن چیز خیال کر رہے ہیں۔ لنڈن، صوبجات متحدہ امریکہ اور اٹلی کے ہسپتالوں میں اسکی مقدار بہت کم کرائی گئی ہے۔ اور امریکہ نے جو اسوقت مہذّب دنیا میں سب سے آگے بڑھا ہوا تسلیم کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے پیش قدمی کی۔ اور اُسکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پارلیمنٹ کے قانون سازوں نے باوجود عیسائی پادریوں کی سخت مخالفت کے اپنے مُلک کے واسطے یہ قانون بنادیا۔ کہ شراب قانوناً حرام ہے۔ اور اس کا بنانا بیچنا اور پینا ملکی اور قانونی جرم ہے ؛

کیا یہ صریح طور پر اسلامی آواز کی برتری کا ثبوت نہیں؟ کہ آج اُنیس سو برس کے بعد عیسائیوں کو محسوس ہوا ہے کہ شراب پینا ایسا گناہ ہے جو اخلاق کو بگاڑتا اور پرہیزگاری کا ستیاناس کرتا ہے۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ عنقریب تمام دنیا کو بھی اس حقیقت پر سَر جھکانا پڑیگا۔ کہ شراب انسانی جسم اور اسکی رُوح کی خطرناک دشمن ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوگا جبکہ پولوس بھی اقرار کرچکا ہے کہ "اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے" افیسوں ۵/۱۸ اور جبکہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"جب مَے لال لال ہو۔ اور اُس کا عکس جام پر پڑے۔ اور جب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھلائے۔ تو اُس پر نظر مت کر۔ کہ انجام کار وہ سانپ کی مانند کاٹتی ہے اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے" (امثال ۲۳/۳۱)

مگر اسلام کی خوبی اور کمال دیکھو۔ کہ اُس نے اپنے متبعین کو ایسی دلکش اور شاندار تعلیمات دیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور کبھی بھی اُس کا قدم نیچے نہیں کرسکتا ؛

پردہ کی ممانعت

دوسری انجیلی تعلیم جس پر عمل کرنے سے مسیحی اقوام نے روحانیت میں سخت نقصان اُٹھایا ہے۔ اور جس کی وجہ سے اُن کا قدم صراطِ مستقیم سے ہٹ گیا ہے۔ وہ انکی عورتوں میں پردے کا فقدان ہے۔ جسکی مسیحیت نے دنیا کو تعلیم سکھائی۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام نے دنیا میں مبعوث ہوکر صرف یہ تعلیم دی۔ کہ:۔

"میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کرچکا" (متی ۵/۲۸)

مگر اِس امر کی اجازت دی۔ کہ یُوں آدمی بلا روک دوسری عورتوں کو دیکھتا رہے۔ اور قطعاً ضرورت نہیں۔ کہ عورت اپنی زینت کے مقامات غیر مردوں سے چھپائے۔ اور نہ مردوں کو ہی ضرورت ہے، کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ بلکہ صرف اتنا کہا کہ شہوت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ گویا مرد بے شک عورتوں کو دیکھیں۔ اور عورتیں بیشک مردوں سے ملیں۔ مگر پاک نظر سے۔ اور پردہ کی یا زینت کے مقامات چھپانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اب خدارا غور کرو۔ کہ جب ایکطرف تو شراب کی اجازت ہو۔ اور دوسری طرف اسقدر تعلیم کہ بیگانی عورتوں کو شہوت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ تو ایک میخوار آدمی جب نشے سے بدمست ہو۔ اور شہوت غالب اور نفس طالب ہو۔ تو وہ ایسی حالت میں کیونکر اپنی نظر کو پاک رکھ سکیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس ایک طرف شراب کی اجازت اور دوسری طرف یہ معمولی سی قید۔ فواحش کی کثرت کی خاص طور پر موید ہے لیکن اگر شراب کی اجازت نہ بھی ہوتی۔ تب بھی عورتوں کی بے پردگی اور مردوں اور عورتوں کا بلا تکلف میل جول اور اسقدر غیر محدود آزادی جس کی مسیحیت اجازت دیتی ہے۔ اُس خرابی کی ایک بھاری وجہ ہے جو آجکل مسیحی ممالک میں ہمیں نظر آتی ہے ؛

اسلامی احکام

مگر دیکھو! اسلام نے اپنی تعلیمات میں غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا قطعاً روک دیا ہے خواہ شہوت کی نظر سے یا غیر شہوت کی نظر سے۔ اور اس طرح بدی کی جڑھ کو کاٹ دیا غضِ بصر کا حکم ایسا پُر حکمت حکم ہے کہ اس سے نہ صرف اِنسان بدکاری وغیرہ سے بچ سکتا ہے۔ بلکہ یہ جسمانی لحاظ سے بھی بہت مفید ہے۔ کیونکہ انسان کی عصبی طاقت کو محفوظ رکھنے اور قوت مؤثرہ کو بڑھانے کا بھی یہ ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ اسلام اس بارے میں حکم دیتا ہے۔ کہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلك ازکیٰ لھم۔ ان اللّٰہ خبیرٌ بما یصنعون۔ (النور) ولا تقربوا الزنا۔ انہ کان فاحشۃً وساء سبیلا۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا۔ اِن آیات بیّنات میں خداوند تعالیٰ نے عِفّت کے حاصل کرنے کے لیئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی بیان نہیں فرمائی۔ بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لیئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں :-

اوّل- اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچائے رکھنا۔

دوم- کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا } (یحفظوا فروجھم)

سوم- نامحرموں کے قصّے نہ سُننا۔

چہارم- ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس فعلِ بد کا اندیشہ ہو۔ اپنے تئیں بچانا۔

پنجم- اگر نکاح میسّر نہ ہو۔ تو روزہ رکھنا۔ یا کم کھانا۔ یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لینا۔

الغرض چونکہ انسان کے پیچھے ہر وقت شیطان تاک میں ہے۔ اسلیئے اسلام ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور اُن کی زینت کی جگہوں کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور اُن کی خوش الحانی کی آوازیں اور اُن کے حُسن کے قصے ہرگز نہ سُنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ چاہیئے کہ اُن کے سُننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ ہم ٹھوکر کھائیں۔

اب سوچو کہ حضرت مسیحؑ کی تعلیم نے عورت و مرد کے بلا تکلّف میل جول کی اجازت دیکر اور محض شہوت کے خیال سے نظر ڈالنے سے روک کر اور باقی ہر طرح دیکھنے کی اجازت دیکر اخلاقی نقصان دنیا کو پہنچایا ہے یا نہیں؟ اور اسلام نے کیسی اعلیٰ تعلیم دی۔ بلکہ اسلام نے اِس سے بھی منع فرمایا ہے کہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے کو بلاوجہ اور بلاضرورت طبعی چھوا جائے۔ کیونکہ جلد کے ذریعہ سے بھی بدی انسانی قلب میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور اسی لئے عورتوں سے مصافحہ رسول کریم صلعم نے کبھی نہیں فرمایا۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ دو تو آنکھوں کا زنا۔ دیکھنا ہے۔ دو تو کانوں کا زنا سننا ہے۔ زبان کا زنا بات کرنی۔ ہاتھ کا زنا۔ پکڑنا۔ پاؤں کا زنا چلنا۔ اور دل خواہش کرتا ہے۔ اور آرزو اور شرمگاہ اُس کو سچا کر دیتی یا جھٹلا دیتی ہے۔ پھر فرمایا۔ مرد مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ عورت عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں جمع ہو کر نہ لیٹے۔ اور نہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں جمع ہو۔ اور پھر فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے کوئی اجنبی عورت کے پاس اُس کے محرم کے سوا خلوت میں نہ جایا کرے۔ اور اسی طرح اسلام دوسری عورتوں کے حُسن کے قصے سننے سے روکتا ہے اور اُن کے بیان کرنے سے منع فرماتا ہے۔ پس اسلام ایک مکمل تعلیم ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور وہ بدی کے تمام دروازوں کو بند کرتا ہے۔ مگر مسیحیت یہ کہتی ہے۔ کہ دیکھو لو۔ باتیں کرو۔ مگر دیکھنا! پاک نظر سے اور پاک دل سے۔ بھلا کنوئیں میں گر کر سلامتی کا یقین کیونکر رکھا جائے۔ اسی لئے اسلام نے بلاوجہ دیکھنے سے اور بلاوجہ راگ سننے یا اُن کے حُسن کے قصے سننے سے۔ یا بلاوجہ دوسرے کا بدن چھونے سے روکا اور سختی سے روکا ۞

محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان

ہندوؤں کا قومی احساس

(۱) گنیش دت وزیر بہار نے ہندو یتیم خانہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ (۲) لالہ گھنیشام داس برلا نے ہندو نصاب کے لئے نصف لاکھ روپیہ۔ (۳) لالہ جگل کشور نے دہلی کے ہندو کالج کو دس ہزار روپیہ (۴) بابو شیو نرائن نے ہندو یونیورسٹی کو پچیس ہزار روپیہ (۵) اسی بابو نے شیو مندر کیلئے سوا لاکھ۔ (۶) مہاراجہ الور نے سناتن دھرم کانفرنس ملتان کو بیس ہزار روپیہ (۷) راجہ شاہ پور نے ہندی پرچار کے لئے نصف لاکھ روپے (۸) ریاست بھرت پور نے شدھی فنڈ میں ۵۹ ہزار روپیہ (۹) راجہ بلدیو داس نے اپنے پوتے کی شادی پر ایک لاکھ دو ہزار روپیہ ہندو یونیورسٹی کو (۱۰) مہاراجہ بنارس نے لاکھوں روپے کی جائداد ہندو یونیورسٹی کے وقف کر دی۔ (۱۱) مہاراجہ دربھنگہ نے پندرہ لاکھ روپیہ وقتاً فوقتاً ہندو یونیورسٹی کو دیا (۱۲) مہاراجہ دھولپور نے ہندو یونیورسٹی کی لیبورٹری کیلئے ۲۴ ہزار روپے سالانہ کی مستقل جائداد وقف کر دی ہے۔ (۱۳) انہی مہاراجہ نے ہندو یونیورسٹی میں ٹکنالوجی کی تعلیم کیلئے دو لاکھ روپیہ دے ڈالا۔ (۱۴) مہاراجہ پٹیالہ نے ہندو یونیورسٹی کو دو لاکھ روپیہ یکمشت دیدیا۔ (۱۵) یہی راجہ یونیورسٹی مذکور کو دو ہزار روپیہ ماہوار مستقل امداد دیتے ہیں۔ (۱۶) انہی مہاراجہ صاحب نے طلباء سائینس کیلئے پہلا عطیہ ایک لاکھ روپے کا دیا۔ (۱۷) اور کتب خانہ کیلئے بھی ایک ہی لاکھ دیا۔ (۱۸) مسٹر نتری رام نے کمرشل سکول دہلی کو بتیالیس ہزار روپیہ کا عطیہ دیا۔ (۱۹) سیٹھ گوری شنکر ساکن جورجہ نے تعلیم سنسکرت کیلئے ساڑھے پانچ لاکھ کی گرانقدر رقم دی ۞

یہ ہندو رؤسا کی فیاضیوں کی ایک نامکمل سی فہرست ہے ۞ (حمایت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی صداقت
بمقابلہ غیر مذاہب

اسلام کی کتاب

اسلام کی کتاب قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کی مطابق فطرت سیدھی سادی تعلیم ہے جو مذاہب عالم میں کسی مذہب کی کتاب کو نصیب نہیں۔ اس مبارک کتاب کے متعلق عقلا غیر مسلم کی شہادتیں ملاحظہ کیجئے (۱) اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے۔ پروفیسر آرنسٹ ہیکل جرمنی) (۲) مہاتما گاندھی لکھتے ہیں کہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فطرت انسانی کے مطابق ہے (ینگ انڈیا) (۳) گروکل کانگڑی کے پرنسپل رام دیو ایم اے لکھتے ہیں:۔ قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے۔ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کے اندر کئی بہت اچھی باتیں ہیں۔ قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں۔ صاف بتلایا ہے کہ اللہ ایک ہے عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا۔ محمد صاحب نے عورتوں کے حقوق قائم کیئے۔ (پرکاش فروری ۱۹۲۶ء) (۴) ہندو فاضل پروفیسر دہرو جی وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی نے گروکل کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد صاحب نے جس رنگ میں توحید الٰہی کو قائم کیا۔ وہ ایک بے نظیر طرز تھا (الفضل ۲۲ء) (۵) قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک امین ناصح نصیحت کر رہا ہے اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کرتا ہے۔ (فرک مورخ جرمنی) (۶) قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان مثل اسکی نہیں بنا سکتا۔ یہ لازوال معجزہ ہے جو زندہ کرنے سے بہتر ہے۔ (مسٹر سیل) (۷) یہ تحریف سے پاک ہے (دیباچہ قرآن مسٹر جی ایم راڈویل) (۸) کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں ہے کہ اسکی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو۔ (سر ولیم میور) (۹) اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں (پریچنگ آف اسلام)

دیگر مذاہب کی کتابیں

دیگر مذاہب جو دنیا میں رائج ہیں ان میں سے کسی کتاب کو یہ بات نصیب نہیں۔ بائیبل کے متعلق علمائے نصاریٰ کو خود تحریف کا اقرار ہے۔ کرسٹم اپنی تفسیر نویں باب متی میں لکھتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کی کتابیں نیست و نابود ہوگئیں۔ سر ولیم میور انجیل یوحنا کے متعلق لکھتے ہیں بے شک یہ کتاب مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے تصنیف کی۔ (تاریخ کلیسا) پارسی مذہب کی کتاب کا بھی ایسا ہی حال ہے زرتشت کی کتاب ۳۳۴ سال قبل مسیح سکندر نے زند و استا زرتشت کو جلا دیا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب صرف حصّہ دیا تھا کہ پانچ گنا الہامی تسلیم کی جاتی ہیں۔ (زرتشت اور اُسکا دین مصنّفہ آرانج مسر) ویدکی حالت سب سے زیادہ ناگفتہ بہ ہے۔ پنڈت کرشن کمار بھٹا چاریہ۔ پروفیسر سنسکرت پریذیڈنسی کالج کلکتہ لکھتے ہیں کہ رگوید کے حصّے اس ملک کے شاعروں اور رشیوں نے تصنیف کیئے ہیں وہ مختلف زمانوں میں لکھی گئی ہیں۔" پروفیسر ایشوری پرشاد لکھتے ہیں۔ رگوید کے بہت سے منتر عورتوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ (تاریخ ہند حصّہ اوّل) کوئی کہتا ہے وید تین ہیں۔ کوئی کہتا ہے چار ہیں۔ پھر ان میں تحریف بھی ہوئی ہے سوامی دیانند کہتے ہیں کہ گئوکشی قربانی وغیرہ یہ بائیبل سے وید میں آئے۔ البتہ اپنشد وغیرہ متعصب فرقہ والوں نے اکبر کے زمانہ میں ملاکہ بنا دیئے (ستیارتھ پرکاش) جوگ ششٹ میں ہے۔ ویدوں کا یہ حال ہے کہ کوئی ان میں سے ایسا نہیں ہے کہ تغیر و تبدّل یا کمی بیشی سے خالی ہو۔ اور دراپر میں ویدوں کی ایسی تحریف ہوئی کہ آدھے بھی تحریر میں نہ آئے۔ (پرب ۱۳) پھر ان ویدوں میں جو احکام ہیں وہ ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ چاروں ویدوں کے احکام باہم متناقص ہیں (الکھ پرکاش)

یہ کتاب ایسی زبان میں ہے جسکو کوئی سمجھ نہیں سکتا اور اُس کے الفاظ بے معنی ہیں۔ شرح گیتا میں ہے۔ ویدوں شاستروں۔ پُرانوں کو قدیم زمانے کے لوگوں نے ایسا بنایا ہے کہ لفظوں میں معنی نہیں رکھے (منا و ۲۸) منشی سدا سکھ لال لکھتے ہیں کہ یہاں کی سب نظموں میں وید قدیم ہے مگر ان میں جو سنسکرت زبان ہے وہ بگڑتے بگڑتے کچھ اور ہی طرح کی ہو گئی ہے (تاریخ ہند صلا) لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں کہ سنسکرت زبان مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔ اسلئے بعض سنسکرت الفاظ کے معنی مختلف زبانوں میں مختلف رہے ہیں۔ سب فاضلوں کا اتفاق ہے کہ مروّجہ سنسکرت پڑھ لینے سے ویدوں کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے (تاریخ ہند صٹ) یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ میں ایسا اختلاف ہے کہ کسی اور کتاب کے ترجموں میں ممکن نہیں ایک ہی منتر سے ایک توحید الٰہی ثابت کرتا ہے۔ تو اس ہی منتر سے دوسرا ہوائی جہاز بنانے کے اصول نکالتا ہے۔ تیسرا دیوتاؤں کی تعریف لکھتا ہے"۔ کیا ایسی باتیں اس قابل ہیں کہ انپر ایمان کا مدار رکھا جائے

اسلامی شریعت

اسلام کی شریعت تمام احکام تہذیب و حکمت سے پُر ہیں۔ اور یہ ایسی مکمّل شریعت ہے کہ ابتدا سے انتہا تک۔ ہر ملک ہر قوم ہر حالت کے انسان کے لئے اس میں کافی احکام ہیں۔ مسلمان کو کسی ضرورت اور حالت میں بھی مسئلہ گھڑنے یا دوسرے مذاہب کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ؞

ایک مسیحی نامہ نگار لکھتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کر دیئے ہیں۔ کیونکہ مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کریگا تو اپنی دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اسمیں پائیگا۔ (مصری اخبار وطن) (۲) شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانہ کے لئے اس قدر موزون ہیں کہ زمانہ کی تمام صدا ئیں خواہ مخواہ اسکو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں۔ ریگستانوں۔ اور شہروں۔ اور سلطنتوں میں گونجتا ہے۔ (ڈاکٹر یمول جانسن) (۴) قرآن کی وہ شریعت ہے۔ اور ایسے دانشمندانہ اصول۔ اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی (گبین) (۵) ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں۔ ہائینگر نے ایک لمبی چوڑی فہرست ان اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور مقولوں کے رائج ہیں۔ ان سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کے عملی نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنیکے لئے نہیں ہو سکتا (تمدن عرب) (۶) دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے (ڈاکٹر کے۔ ایس سیتا رام ایم اے پی ایچ ڈی)

دیگر مذاہب کی شریعت

دیگر مذاہب پر نظر کی جائے تو بائیبل کے احکامات۔ اور بائیبل میں تو ہر سال تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ عیسائی مذہب میں صرف بصورت زنا طلاق کا حکم تھا۔ اب ضرورت زمانہ سے مجبور ہو کر اور صورتیں تجویز کرنی پڑیں۔ اس طرح اکل و شرب۔ و دوستی کے معاملات میں تغیر واقع ہوا۔

ہندوؤں کی حالت عجیب ہے۔ لیکھرام دیانند وغیرہ طلاق وغیرہ پر معترض تھے۔ آج ہندو طلاق کیلئے قواعد بنانا چاہتے ہیں۔ نکاح بیوگان کا حکم نہ تھا۔ اسکو جاری کیا جاتا ہے۔ چھوت چھات مذہبی مسئلہ آج چھوڑا جا رہا ہے۔ اور سُننے ایک گروہ اس پر راغب ہے۔ کہ پھوپا چچا وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے شادیاں ہوں۔ بلکہ اس پر عملدر آمد بھی شروع ہو گیا (دیش سدھارک لاہور)

اگر ان کا مذہب خدا کی طرف سے ہوتا تو شریعت مکمل ہوتی۔ اور آج اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ؛

بانیٔ اسلام کے سوانح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات یوم ولادت سے وقت وفات تک ایک ایک کر کے مرقوم و مدوّن ہیں۔ آپ کی سیرت پر اسقدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کہ دنیا کے کسی ریفارمر۔ کسی بادشاہ کی سیرت پر نہیں لکھی گئیں۔ اور موافق اور مخالف سبنے آپ کی پاکیزہ زندگی کو سراہا ہے ڈاکٹر ای۔ اے فریمن لکھتے ہیں :۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے) دنیائے اعمال کی فضا ہستی میں آپ ہی ایک وجود نادر ہستی پائے جاتے ہیں۔ آپ ہی کی ہستی ایسی مفصّل و مشرح ہے۔ جسکے حالات ہم تک صحیح اور بالتفصیل پہنچے ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی اخلاق کی جو اصلاح آپ نے فرمائی ہے اجتماعیات کے اندر جو انقلاب علوی آپ کی تعلیم نے پیدا کیا ہے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اُسوہ حسنہ آپ نے پیش کیا ہے۔ وہ آپ کی انسانیت کا محسن اول قرار دیتی ہے۔ (مسٹر ایڈورڈ مونٹے)

حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص آپ کی اولوالعزمی اخلاقی جرأت نہایت خلوص نیت سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ (لفٹیننٹ کرنل سائیکس)

ہندو فلاسفر مسٹر ٹی۔ ایل دسوانی لکھتے ہیں:۔ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زندگی ترحم و عنایات اور اچھائی سے پُر ہے۔ (الامان جون ۲۵ء)

شردھے پرکاش دیوجی لکھتے ہیں:۔ کہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منجملہ اُن بزرگ اشخاص کے ہیں جنہوں نے قانونِ قدرت کے مطابق جہالت و تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہو کر دنیا میں صداقت کی روشنی کو پھیلایا۔ سنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ کہیں۔ لیکن جو لوگ باانصاف اور کشادہ دل ہیں۔ وہ کبھی محمدؐ صاحب کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبود کے لئے بجا لائے بُھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ (سوانح عمری محمدؐ صاحب)

دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے حالات

دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے متعلق اشارۃً التماس ہے کہ یہودی وعیسائی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی سوانحعمری مکمل نہ پیش کر سکے۔ اگر بائیبل سے کچھ مواد جمع کیا جائے تو اس میں اس قسم کی باتیں آتی ہیں کہ وہ مسیح اپنی والدہ صدیقہ سے فرماتے ہیں کہ اے عورت تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے نیز کسی غیر محرم عورت سے سر مبارک پر تیل کی مالش کرتے نظر آتے ہیں۔ بدھ اور زرتشت کی سوانح عمریوں کا تو کیا ذکر ایک گروہ محققین کو اسی میں کلام ہے کہ اس نام کے آدمی دنیا میں تھے بھی یا نہیں۔ یا یہ فرضی نام ہیں۔ آریہ اپنے قدیم رشیوں کے حالات بتلانے سے ساکت ہیں اُن کے متعلق بھی یہ گمان کیا گیا ہے کہ یہ عناصر اربعہ کے نام ہیں۔ قدما کا تو کیا ذکر۔ اُنکے جو اوتار زمانہ قریب میں گذرے ہیں وہ ان کی مکمل وصاف لائف نہیں پیش کر سکتے۔ ابھی پچاس ساٹھ برس گذرے ہیں سوامی دیانند تھے۔ اُنکے متعلق جو کچھ ہندو فاضلوں نے لکھا ہے وہ بھی موجود ہے۔ (آئینہ افعال دیانند)

باقی بزرگان ہنود کے متعلق جو کچھ مواد ان کی کتابوں سے ملتا ہے وہ اسقدر دُور از تہذیب ہے کہ میرا مہذب قلم اسکی نقل کرنے کے لئے تیار نہیں + (ماخوذ از الامان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرثیه

نفسي الفداء لخاتم الشهداء

ولقد أتى الناعي قبيل مساء ... ينعى غياب الشمس في الغبراء
فسألته متهيبا فأجابني ... متأسفا في أنة وبكاء
فجعت ديانتنا وغاض معينها ... بوفاة "روشن" خاتم العلماء
لم أمتلك عند السماع مشاعري ... إذ كان رزئي أعظم الأرزاء
فجرت عيوني بالدموع كأنها ... عين لمثل عصارة الحناء
يا سائلي كان الفقيد معلمي ... صافي الفؤاد وأنجب النجباء
كم مرة أبدى محبته لنا ... بتحمل الأتعاب والصعداء
لا تسألن يا صاح عنه فإنه ... فاق الرفاق بفطنة وذكاء
وبعلمه وبحلمه وبلطفه ... في كفه فاضت بحور سخاء
رفع الإله مقامه فكأنه ... قمر تلألأ ضاحكا بسماء
خدم الديانة من صميم فؤاده ... ما كان طالب سؤدد وجزاء
هلا سمعت زئيره يوم الوغى ... عند البراز وحالة الأعداء
متخبطين أمامه في جهلهم ... كتخبط العشواء في الظلماء
أم هل حضرت حديثه ودروسه ... تلك التي فاقت على الصهباء
قد كان زينة معشر القراء ... ومكرما في زمرة الأدباء
وإذا اعتلى يوم الخطابة منبرا ... حنت الرؤوس معاشر الخطباء
لا ريب أن فقيدنا لبشيرنا ... عبد الكريم لخاتم الخلفاء
يا من تكبدت المصائب كلها ... بمحبة وبلذة ورضاء
ولقد عشقت الله ذا الآلاء ... تمضي النهار بذكره وثناء
بتهجد وتلاوة وعبادة ... قد كنت تحيي الليلة الليلاء
لا شك أنك قد حللت مباركا ... في جنة ورياضها الفيحاء
ولقد رأيتك في مناحي مرة ... في موضع بحديقة غناء

حسن الختام بأن أقول صراحة
نفسي الفداء لخاتم الشهداء

جلال الدين شمس احمدي
حيفا فلسطين

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تارا ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

سخت امراض کی

مجرّب پیٹنٹ دوائیں

سال ہا سال کی آزمودہ	مقوّی باہ کی گولیاں	نہایت مفید

(فوائد نام ہی سے ظاہر ہیں)

حد سے زائد محنت و مشقت۔ طاقت سے زائد مباشرت۔ اور اعتدال سے زائد نوشت و خواند۔ نیز جوانی کے جوش میں کیئے ہوئے مکروہ افعال سے اگر آپ کی دھات رقیق ہو کر رگیں کمزور ہو گئی ہوں اور دماغ خالی پڑ گیا ہو تو صرف دو ہفتوں کے استعمال سے یہ گولیاں زائل شدہ طاقت کو از سر نو تازہ کر کے جسم میں پہلا سا جوش پیدا کر دینگی۔

دوا استعمال سے قبل ہماری تیار کردہ جُلّاب کی گولیوں سے اگر معدہ صاف کر لیا جائے تو دوا زیادہ اثر کرتی ہے۔

بلا قیمت

مقوّی باہ گولیوں کا نمونہ اس کوپن کو کاٹ کر پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ بھیجنے سے مفت بھیجا جائے گا۔

(صیغہ نمبر ۱۱۷)

قیمت

دو ہفتوں کی خوراک (۳۰ گولیوں کی شیشی)،

ایک روپیہ دو آنہ ۱؎۲ محصول ڈاک چھ آنہ ۶/

تین شیشی تین روپیہ چار آنہ۔ ۳؎۴ محصول ڈاک آٹھ آنہ ۸/

جُلّاب کی گولیاں فی ڈبی دس آنہ ۱۰/ محصول ڈاک سات آنہ ۷/

نوٹ:۔ ہماری دوائیں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ اسلئے اپنے مقام میں خریدنے سے وقت اور محصول ڈاک کی بچت ہوگی۔

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ شیخ محمد وارث۔ رحمت علی مرچنٹ۔ گورداسپور